کنز المدارس بورڈ کے پیپر پیٹرن کے مطابق
نوٹس ششماہی اول

دروس البلاغة

نوٹس (سوالاً جواباً)

الباب السابع کی ابتدا تک

استاد محترم:-

علامہ مولانا احمد رضا عطاری مدنی

مرتّب:-

احمد رضا خان عطاری

جامعة المدینہ حبیبیہ مسجد دھوراجی کالونی کراچی

علوم البلاغة :-

ألمقدّمة فی الفصاحۃ و البلاغۃ :-

سوال نمبر 01:- فصاحۃ کے لغوی معنی کیا ہیں ؟

جواب:- فصاحۃ کے لغوی معنی :-

فصاحۃ کے لغوی معنی "بیان اور ظہور کی وضاحت" کے ہیں۔ جیسے جب بچے کا کلام واضح اور ظاہر ہوجاتا ہے ، تو یوں کہا جاتا ہے:- " أَفْصَحَ الصَّبِيُّ فِيْ مَنْطِقِهِ " یعنی "بچہ اپنے بولنے میں فصیح ہوگیا"۔

سوال نمبر 02:- فصاحۃ کی اصطلاحی تعریف بیان کریں۔

جواب:- اصطلاحی تعریف :-

اصطلاح میں فصاحۃ کلمہ ، کلام اور متکلّم کی صفت بنتی ہے۔

سوال نمبر 03:- فصاحۃ الکلمہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- فصاحۃ الکلمہ :-

کلمہ کا تنافر الحروف ، مُخَالَفۃ القِیَاس اور غَرَابۃ سے سلامت ہونا۔

سوال نمبر 04:- تنافر الحروف سے کیا مراد ہے ؟ مثال کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

جواب:- تنافر الحروف :-

تنافر الحروف مراد ہے کلمہ میں ایسے وصف کا ہونا جس کے سبب سے کلمہ کی ادائیگی زبان پر ثِقَل کو لازم کرے اور اس کے سبب بات کرنا (بولنا) دشوار ہو۔ جیسے:- "أَلظِّشُّ (کھردری اور سخت جگہ کے لئے)"۔

سوال نمبر 05:- مُخَالَفۃ القِیَاس سے کیا مراد ہے ؟ مثال کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

جواب:- مُخَالَفۃ القِیَاس :-

مُخَالَفۃ القِیَاس سے مراد ہے کلمہ کا صرفی قانون پر جاری نہ ہونا (یعنی صرفی قانون کے خلاف ہونا)۔ جیسے ذیل میں مذکور مُتَنَبِّی (تنبیہ کرنے والے) کے قول میں " بُوْقٌ "کی جمع سالم " بُوْقَاتٌ " مذکور ہے ، جبکہ قیاس یہ ہے کہ اس کی جمع قلت "اَبْوَاقٌ " آئے:-

فَأَنْ يَّكُ بَعْضُ النَّاسِ سَيْفًا لِدَوْلَةٍ   فَفِيْ النَّاسِ بُوْقَاتٌ لَهَا وَ طُبُوْلُ

یعنی "اگر بعض لوگ سلطنت پر حکومت کرنے کے لیے تلوار کا درجہ رکھتے ہیں ، تو باقی لوگوں میں سے بعض لوگ نقّاروں اور ڈھول کا درجہ رکھتے ہیں"۔

سوال نمبر 06:- غَرَابۃ سے کیا مراد ہے ؟ مثال کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

جواب:- غَرَابۃ :-

غَرَابۃ سے مراد ہے کلمہ کے معنی کا ظاہر نہ ہونا (یعنی کلمہ کا اپنے مرادی معنی پر دلالت کرنے کو ظاہر نہ کرنا)۔ جیسے:- " تَكَأْكَأَ " بِمَعْنٰی " اِجْتَمَعَ "۔

سوال نمبر 07:- فصاحۃ الکلام سے کیا مراد ہے ؟

جواب:- فصاحۃ الکلام :-

فصاحۃ الکلام سے مراد یہ ہے کہ کلام اپنے تمام تر کلمات کے فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ تنافر الکلماتِ مُجْتَمِعَةٌ ، ضُعْفُ التَّألیف اور تعقید سے خالی ہو۔

سوال نمبر 08:- تنافر الکلماتِ مُجْتَمِعَةٌ کسے کہتے ہیں ؟ مثال کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب:- تنافر الکلمات مُجْتَمِعَۃً (اجتماعِ کلمات کا تنافر):-

اس سے مراد کلام میں ایسے وصف کا ہونا جسکے سبب سے کلام کی ادائیگی زبان پر ثِقْل کو لازم کرے ور اس کے سبب بات کرنا (بولنا) دشوار ہو۔ جیسے:-

فِي رَفْعِ عَرْشِ الشَّرْعِ مِثْلُكَ يَشْرَعُ   وَلَيْسَ قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرُ

یعنی "شریعت کی عزت اور سربلندی کا کام تیری ہی طرح کا آدمی کرسکتا ہے ، اور حرب کی قبر کے پاس کوئی قبر نہیں"۔

سوال نمبر09:- ضُعْفُ التَّألیف سے کیا مراد ہے ؟ مثال کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

جواب:- ضُعْفُ التَّألیف :-

کلام کا مشہور نحوی قانون کے خلاف ہونا۔ جیسے اِضمار قبلَ الذکر (یعنی ذکر سے پہلے ضمیر) لفظی اور درجے کے اعتبار سے ، ذیل میں مذکور شعر میں:-

جَزَى بَنُوهُ أَبَا الْغِيْلَانِ عَنْ كِبَرٍ   وَحُسْنِ فِعْلٍ كَمَا يُجْزَى سِنِمَّارُ

یعنی "ابو الغیلان کے بیٹوں نے اپنے باپ کو بڑھاپے میں حسن سلوک کی وہ جزا دی جو سنمار کو دی گئی تھی"۔

سوال نمبر10:- تعقید کی وضاحت مثال کے ساتھ بیان کریں۔

جواب:- تعقید:-

تعقید سے مراد کلام کی معنیِ مرادی پر دلالت پوشیدہ ہو (یعنی کلمہ کا مرادی معنی ظاہر نہ ہو) ، یہ یا تو لفظی اعتبار سے ہوتا ہے اس کی تقدیم (یعنی ابتدا میں آنے) یا تاخیر (یعنی آخر میں آنے) یافصل (یعنی اس کے دو کلموں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے) کے سبب سے ہوتا ہے ، اور اسے "تعقیدِ لفظی" کہتے ہیں۔ جیسے مُتنبّی کا شعر:-

جَفَخَتْ وَ هُمْ لَا يَجْفَخُوْنَ بِهَا بِهِمْ   شِيَمٌ عَلَى الْحَسَبِ الْأَغَرِّ دَلَائِلُ

جبکہ اس شعر کی صحیح ترتیب اس طرح ہے:-

" جَفَخَتْ بِهِمْ شِيَمٌ دَلَائِلُ عَلَى الْحَسَبِ الْأَغَرِّ وَ هُمْ لَا يَجْفَخُوْنَ بِهَا " ، یعنی "میرے پیاروں پر فخر کرتی ہیں اعلیٰ حسب پر دلالت کرنے والی خصلتیں ، جبکہ وہ ان پر فخر نہیں کرتے" ، یا معنوی اعتبار سے ہوتا ہے کلام میں مجازات اور کنایات کے استعمال کے سبب سے ، جن کی بدولت معنیِ مرادی سمجھ نہیں آتا ، اور اسے "تعقیدِ معنوی" کہتے ہیں۔ جیسے آپ کا کہنا:- " نَشَرَ الْمَلِكُ أَلْسِنَتَهُ فِيْ الْمَدِيْنَةِ " یعنی "بادشاہ نے شہر میں اپنی زبانیں پھیلادیں" یہ ارادہ کرتے ہوئے کہ "اپنے جاسوس پھیلادیے" جبکہ درست " نَشَرَ عُيُوْنَهُ " ہے ، یعنی "اپنی آنکھیں پھیلادیں" (کیونکہ یہاں جاسوسی کیلئے آنکھ کے بجائے زبان کا لفظ استعمال کیا گیا ، جبکہ جاسوسی کے لئے زبان کی طرف ذہن بہت بعد میں جاتا ہے ، پہلے آنکھ ہی کی طرف ذہن مائل ہوتا ہے۔ لہذا ، یہاں "تعقیدِ معنوی" ہے)۔

سوال نمبر11:- فصاحۃ المتکلم کی تعریف دروس البلاغۃ کی روشنی میں تحریر کریں۔

جواب:- فصاحۃ المتکلم :-

ایسا مَلَکہ (یعنی صلاحیت) جس کے ذریعے متکلّم کلامِ فصیح کے ساتھ مقصود کو تعبیر کرنے (یعنی اپنے کلام کے مقصد کو بیان کرنے) پر قادر ہوجائے ، چاہے وہ کلام کسی بھی غرض (موضوع) میں ہو۔

سوال نمبر12:- بلاغۃ کے لغوی معنی کیا ہیں ؟

جواب:- بلاغۃ کے لغوی معنی :-

بلاغۃ کے لغوی معنی "وصول (یعنی پہنچنا)" اور "انتہا (یعنی اختتام)" کے ہیں۔ جیسے:- " بَلَغَ فُلَانٌ مُرَادَهُ " یعنی "فلاں شخص مراد کو پہنچ گیا" تب بولا جاتا جب وہ اپنی مراد کو پالے ، اور " بَلَغَ الرَّكْبُ الْمَدِيْنَةَ " یعنی "سوار شہر / مدینہ پہنچ گیا" تب بولا جاتا ہے جب وہ اس تک پہنچ جائے۔

سوال نمبر 13:- بلاغۃ کی اصطلاحی تعریف بیان کریں۔

جواب :- بلاغۃ کی اصطلاحی تعریف :-

اصطلاحی طور پر کلام اور متکلّم کی صفت بنتی ہے۔

سوال نمبر 14:- بلاغۃ الکلام ، حال اور مقتضَی الحال کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- بلاغۃ الکلام :-

بلاغۃ الکلام یہ ہے کہ کلام فصیح اور مُقتضَی الحال کے مطابق ہو۔

حال :-

حال کا دوسرا نام "مُقام" ہے اور اس سے مراد ہے ایسا امر جو متکلّم کو مخصوص طریقہ پر کلام لانے پر ابھارے۔

مُقتضَی الحال :-

مُقتضَی الحال کا دوسرا نام "اعتبارِ المناسب" ہے اور اس سے مراد ایسا مخصوص طریقہ جس پر کلام لایا گیا ہو۔

مذکورہ تینوں کی امثلہ :-

" أَلْمَدْحُ (تعریف)" ایک حال ہے جو متکلّم کو دعوت دیتا ہے کہ اپنا کلام " اِطْنَابٌ (کلام کو طویل کرنا)" کے طریقہ پر لائے اور " ذَکَاءُ الْمُخَاطَبِ(مخاطب کی ذہانت)" بھی ایک حال ہے جو متکلّم کو اپنا کلام " اِیْجَازٌ (کلام کو مختصر کرنا)" کے طریقہ پر پیش کرنے پر ابھارتا ہے۔ بہرحال "أَلْمَدْحُ " اور " ذَکَاءُ الْمُخَاطَبِ " دونوں "حال" ہیں ، جبکہ " اِطْنَابٌ " اور " اِیْجَازٌ " دونوں "مُقتضَی الحال" ہیں اور کلام کو " اِطْنَابٌ " اور " اِیْجَازٌ " کے طریقہ پر لانا "مُقتضَی الحال کی مطابقت" ہے۔

سوال نمبر 15:-اِطْنَابٌ ، اِیْجَازٌ اور مُسَاوَاۃٌ سے کیا مراد ہے ؟

جواب:-اِیْجَازٌ ، اِطْنَابٌ اور مُسَاوَاۃٌ:-

اگر کلام کے الفاظ اس کے مفہوم سے زیادہ ہوں ، تو اسے " اِطْنَابٌ " ، اگر الفاظ کم اور مفہوم زیادہ ہو ، تو اسے " اِیْجَازٌ " اور اگر دونوں برابر ہوں ، تو اسے " مُسَاوَاۃٌ " کہتے ہیں۔

سوال نمبر 16:- بلاغۃالمتکلم کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- بلاغۃ المتکلم :-

ایسا مَلَکہ (صلاحیت) جس کے ذریعے متکلّم کلامِ بلیغ کے ساتھ مقصود کو تعبیر کرنے پر قادر ہوجائے ، چاہے وہ کلام کسی بھی غرض (موضوع) میں ہو۔

سوال نمبر 17:- کلمہ اور کلام میں تنافر ،مُخالَفۃ القِیاس ، ضُعْفُ التّألیف ، تعقیدِلفظی و معنوی ،غَرابۃ اور احوال ومُقتضیات کا پتہ کن علوم یا صلاحیتوں سے چلتا ہے ؟

جواب:-کلمہ اور کلام میں تنافر کا پتہ ذوق (ذوقِ سلیم) سے ، کلمہ میں مُخالَفۃ القِیاس کا پتہ علم الصّرف سے ، کلام میں ضُعْفُ التّألیف اور تعقیدِلفظی کاپتہ علم النّحو سے ، کلمہ میں غَرابۃ کا پتہ کلام العرب (عربوں کی گفتگو) پر کثیر اطّلاع سے ، کلام میں تعقیدِ معنوی کا پتہ علم البیان سے ، جبکہ کلام میں احوال اور ان کے مُقتضیات کا پتہ علم المعانی سے چلتا ہے۔

سوال نمبر 18:- علم البلاغۃ کے طالب پر کیا ضروری ہے ؟

جواب:- علم البلاغۃ کے طالبِ علم کی ذمہ داری:-

علم البلاغۃ کے طالب پر ضروری ہے کہ علم اللّغۃ ، علم الصّرف ، علم النّحو، علم العانی اور علم البیان کی صحیح معرِفت کے ساتھ ذوقِ سلیم (اچھے ذوق) کا مالک اور کلام العرب پر کثیر اطّلاع رکھنے والا ہو۔

علم المعانی :-

سوال نمبر01:- علم المعانی کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- علم المعانی :-

علم المعانی ایسا علم ہے جس میں عربی لفظ کی ایسی حالتوں کے بارے میں گفتگو ہوتی ہے جن کی بدولت عربی لفظ مُقتضَی الحال کے مطابق ہوتا ہے۔ لفظ کی حالتیں بدلنے سے کلام کی صورتیں بدلتی ہیں۔

سوال نمبر02:-علم المعانی کی مثال دروس البلاغۃ کی روشنی میں دیں اور اسکی وضاحت کریں۔

جواب:- دروس البلاغۃ کی روشنی میں علم المعانی کی مثال اور اس کی وضاحت :-

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:- " وَ أَنَّا لَا نَدْرِيْٓ أَشَرٌّ أُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ " ترجمہ:- "اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ کیا زمین میں رہنے والوں سے کسی برائی کا ارادہ فرمایا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔

اس آیت میں لفظِ "أَمْ " سے پہلے والے کلام کی صورت ، اس سے بعد والے کلام کی صورت سے مختلف ہے ، کیونکہ "أَمْ " سے پہلے جملہ میں ارادۂ فعلِ مجہول ہے ، جبکہ اس کے بعد دوسرے جملہ میں ارادۂ فعلِ معروف ہے اور ایسا کرنے پر ابھارنے والا حال یہ ہے کہ دوسرے جملہ میں خیر کی نسبت اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف کی جائے ، جبکہ پہلے جملہ میں شر کی نسبت اللہ سبحانہٗ و تعالی کی طرف نہ کی جائے۔

سوال نمبر03:- علم المعانی کو کتنے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے ؟

جواب:- علم المعانی کے ابواب :-

علم المعانی کو 8 ابواب اور 1 خاتمہ پر تقسیم کیا گیا ہے۔

ألباب الاوّل فی الخبر و الانشاء :-

سوال نمبر01:- کلام کی کتنی اقسام ہیں ؟ ہر ایک کی تعریف مع امثِلہ و وضاحت بیان کریں۔

جواب:- کلام کی اقسام مع امثِلہ :-

کلام کی دو اقسام ہیں۔(1)خبر اور (2)انشاء۔

خبر:-

خبر سے مراد ایسا کلام ہے جس کے کہنے والے کے بارے میں ایسا کہا جاسکے کہ یہ کہنے والا اپنے اس قول میں سچا ہے یا جھوٹا۔ جیسے:- "سَافَرَ مُحَمَّدٌ " یعنی "محمد نے سفر کیا" ، اور " عَلِيٌّ مُقِيْمٌ "یعنی "علی مقیم ہے"۔

انشاء :-

انشاء سے مراد ایسا کلام ہے جس کے کہنے والے کے بارے میں ایسا نہ کہا جاسکے کہ یہ کہنے والا اپنے اس قول میں سچا ہے یا جھوٹا۔ جیسے:- " سَافِرْ يَا مُحَمَّدُ "یعنی "اے محمد! تو سفر کر!"۔ اور "أَقِمْ يَا عَلِي "یعنی "اے علی! قیام کر!"۔

سوال نمبر 02:- صدقِ خبر اور کذبِ خبر سے کیا مراد ہے ؟

جواب:- **صدقِ خبر و کذبِ خبر:-**

صدقِ خبر سے مراد ہے "خبر کا واقع کے مطابق ہونا" ، اور کذبِ خبر سے مراد ہے "خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا"۔ لہذا " عَلِيٌّ مُقِيْمٌ " سے سمجھی جانے والی نسبت اگر واقع کے مطابق ہے تو "صِدق" ، اور اگر واقع کے مطابق نہیں تو "کِذب" ہے۔

سوال نمبر 03:- جملہ کے کتنے اور کون کون سے ارکان ہیں ؟

جواب:- **جملہ کے ارکان:-**

جملہ کے دو ارکان ہیں۔ 1) محکوم علیہ ، جسے "مُسندِ اِلَیہ" بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے فاعل ، نائب الفاعل اور وہ مبتدا جس کی خبر ہو ، اور 2) محکوم بہ ، جسے "مُسند" بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے فعل اور وہ مبتدا جو اپنے مرفوع پر اِکتِفا کرتا ہو۔

ألكلام على الخبر :-

سوال نمبر 01:- خبر کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں ؟

جواب:- **خبر کی اقسام:-**

خبر کی 2 اقسام ہیں۔ (1) جملۂ فعلیہ اور (2) جملۂ اسمیہ۔

سوال نمبر 02:- جملۂ فعلیہ کو کیوں وضع کیا جاتا ہے ؟

جواب:- **جملۂ فعلیہ کی وضع کا سبب:-**

جملۂ فعلیہ کی وضع کی جاتی ہے تاکہ مخصوص زمانہ (یعنی ماضی ، حال یا استِقبال) میں مختصر الفاظوں کے ساتھ حُدُوث (مصدری معنیٰ) کا فائدہ دیا جائے۔

سوال نمبر 03:- استمرارِ تجدُّدی سے کیا مراد ہے ؟

جواب:- **استمرارِ تجدُّدی:-**

استمرارِ تجدُّدی سے مراد ہے "کسی کام کا بار بار نئے سرے سے وقوع پذیر ہونا"۔ جیسے:- "زید بکر کو روز مارتا ہے" اس مثال میں مارنے کا عمل تو روزانہ ہورہا ہے ، لیکن ہر دن مارنے کا عمل نئے سرے سے وقوع پذیر ہو رہا ہے۔

سوال نمبر 04:- جملۂ فعلیہ استمرارِ تجدُّدی کا فائدہ کب دیتا ہے ؟

جواب:- **جملۂ فعلیہ کے استمرارِ تجدُّدی کا فائدہ دینے کی صورت:-**

جملۂ فعلیہ قرائن کے پائے جانے کی صورت میں کبھی کبھی استمرارِ تجدُّدی کا فائدہ دیتا ہے ، جبکہ جملۂ فعلیہ کا فعل ، فعلِ مضارع ہو۔ جیسے:-

أَ وَ كُلَّمَا وَرَدَتْ عُكَاظَ قَبِيْلَةٌ   بَعَثُوْا إِلَيَّ عَرِيْفَهُمْ يَتَوَسَّمُ

ترجمہ:- جب بھی کوئی قبیلہ عُکاظ(نامی جگہ) پر آتا ہے ، وہ میری طرف اپنا سردار بھیجتے ہیں وہ (سردار) مجھے پہچان لیتا ہے۔ (یعنی ہر بار پہچاننے کا عمل نیا ہوتا ہے)۔

سوال نمبر 05:- جملۂ اسمیہ کو کیوں وضع کیا جاتا ہے ؟

جواب:- **جملۂ اسمیہ کی وضع کا سبب:-**

جملۂ اسمیہ کی وضع محض اس لیے ہوتی ہے ، تاکہ مُسند کو مُسندِ اِلَیہ کیلئے ثابت کیا جائے۔ جیسے:- "أَلشَّمْسُ مُضِيْئَةٌ " یعنی "سورج روشنی دینے والا ہے"۔

سوال نمبر 06:- جملۂ اسمیہ استمرارِ تجدُّدی کا فائدہ کب دیتا ہے ؟

جواب:- جملۂ اسمیہ کے ستمرار تجدُّدی کا فائدہ دینے کی صورت :-

جملۂ اسمیہ قرائن کے پائے جانے کی صورت میں کبھی کبھی استمرار تجدُّدی کا فائدہ دیتا ہے ، جبکہ جملۂ اسمیہ کی خبر فعل نہ ہو۔ جیسے:- "اَلْعِلْمُ نَافِعٌ" یعنی "علم نفع بخش ہے"۔

سوال نمبر 07:- خبر میں اصل کیا ہے ؟

جواب:- خبر میں اصل :-

خبر میں اصل یہ ہے کہ:- (1) مخاطَب کو اُس حکم کا فائدہ پہنچانا جس کو جملہ شامل ہوتا ہے۔ جیسے ہمارا قول:- " حَضَرَ الْأَمِیْرُ " یعنی "حاکم آگیا"۔ اسے "فائدۃُ الخبر" کہتے ہیں ، یا تو (2)اس بات کا فائدہ پہنچانا کہ مخاطَب جس بات کو جانتا ہے ، متکلم بھی اس بات سے واقف ہے۔ جیسے:- "أَنْتَ حَضَرْتَ أَمْسِ " یعنی "آپ کل آئے تھے"۔ اسے "لازم فائدۃُ الخبر" کہتے ہیں۔

سوال نمبر 08:- خبر کی دیگر اَغراض (مقاصد) بیان کریں۔

جواب:- خبر کی دیگر اَغراض (مقاصد) :-

کبھی کبھی خبر دیگر اَغراض (مقاصد) کے لئے بھی لائی جاتی ہے۔ جیسے:-

(1)رحم طلب کرنا حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کے قول میں:- " رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ " یعنی "اے میرے رب! میں اس کھانے کا جو تو میرے لیے اُتارے محتاج ہوں"۔

(2)کمزوری کا اظہار کرنا حضرتِ زکریا علیہ السّلام کے قول میں:- " رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ ۝ " یعنی "اے میرے رب! میری ہڈی کمزور ہوگئی"۔

(3)حسرت کا اظہار کرنا حضرتِ عِمران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی کے قول میں:- " فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۝ " یعنی "پھر جب اُسے جنا بولی اے رب میرے! یہ تو میں نے لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی"۔

(4)اچھی چیز کی آمد پر فَرحت اور بری چیز کی رخصتی پر مُسرّت کا اظہار کرنا تیرے قول میں:- " جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ " یعنی " حق آیا اور باطل مٹ گیا"۔

(5) خوشی کا اظہار کرنا تیرے کلام میں:- "أَخَذْتُ جَائِزَةَ التَّقَدُّمِ " یعنی "میں نے آگے بڑھنے کا انعام لے لیا" ، اس شخص سے کہنا جو یہ بات جانتا ہو۔

(6)غلطی کرنے والے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ تیرے قول میں:- " اَلشَّمْسُ طَالِعَۃٌ " یعنی "سورج طلوع ہے"۔

سوال نمبر 09:- مخاطَب کے حال کے اعتبار سے خبر کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں ؟ ہر ایک کی تعریف مع المثال بیان کریں۔

جواب:- حالِ مُخاطَب کے اعتبار سے خبر کی اقسام :-

جب متکلّم کا اپنی خبر سے مُخاطَب کو فائدہ دینا مقصود ہو ، تو یہ مناسب ہے کہ وہ فضول گفتگو سے پرہیز کرتے ہوئے اپنے کلام کو حاجت کے مطابق مختصر کرے۔ خبر کی اس کے تاکید سے خالی ہونے اور تاکید پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے تین اقسام ہیں۔

(1)اگر مُخاطَب کا ذہن حکم سے خالی ہو ، تو اسے تاکید کے بغیر خبر دی جائے گی۔ جیسے "أَخُوْكَ قَادِمٌ " یعنی " تیرا بھائی آ رہا ہے"۔ اسے "خبرِ ابتدائی" کہتے ہیں۔

(2)اگر مُخاطَب اس حکم میں شک میں مبتلا ہو ، اور اس کے بارے میں جاننا چاہتا ہو ، تو حکم کو ایک تاکید کے ساتھ لانا اچھا ہے۔ جیسے:- "إِنَّ أَخَاكَ قَادِمٌ " یعنی "بے شک تمہارا بھائی آ رہا ہے"۔ اسے "خبرِ طلبی" کہتے ہیں۔

(3)اگر مُخاطَب حکم کا انکاری ہو ، تو حکم کے ساتھ ایک تاکید ، دو تاکیدیں یا انکار کے درجہ کے مطابق زیادہ تاکیدیں لانا واجب ہے۔ جیسے:- "إِنَّ أَخَاكَ قَادِمٌ" یعنی یعنی "بے شک تمہارا بھائی آ رہا ہے (ایک تاکید کے ساتھ)" ، " اِنَّهٗ لَقَادِمٌ " یعنی " بے شک وہ ضرور آ رہا ہے (دو تاکیدوں کے ساتھ)" اور " وَ اللّٰهِ ! إِنَّهٗ لَقَادِمٌ "

یعنی "اللہ کی قسم! بے شک وہ ضرور آرہا ہے (تین تاکیدوں کے ساتھ)"۔ اسے "خبرِ انکاری" کہتے ہیں۔

سوال نمبر10:- کن کن کلمات کے ساتھ تاکید لائی جاتی ہے ؟

جواب:-تاکید کے ادوات :-

تاکید اِنَّ ،أَنَّ ، لامِ ابتداء ، حروف تنبیہ (أَلَا ،أَمَّا اور هَا) ، حروف قسم (باء ، واؤ ، تاء اور لام) ، تاکید کے دو نون (نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ) ، حروفِ زائدہ ، تکریر(لفظ کی تکرار کے ساتھ)، "قَدْ" اور "أَمَّا شرطیہ" کے ساتھ لگائی جاتی ہے۔

أَلکلام علی الانشاء :-

سوال نمبر01:- اِنشاء کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں ؟

جواب:- انشاء کی اقسام :-

انشاء کی 2 اقسام ہیں۔ (1)طلبی اور (2)غیرِ طلبی۔

سوال نمبر02:-اِنشائے طلبی اور انشائے غیرِ طلبی کی تعریف بیان کریں۔

جواب:-اِنشائے طلبی و غیرِ طلبی :-

انشائے طلبی میں ایسی چیز کو طلب کیا جاتا ہے جو طلب کرتے وقت حاصل نہ ہو ، جبکہ غیرِ طلبی میں ایسا نہیں ہوتا۔

سوال نمبر03:- کتنی اور کون کونسی چیزوں سے اِنشائے طلبی ہوتی ہے ؟

جواب:- اِنشائے طلبی کے ادوات :-

اِنشائے طلبی پانچ چیزوں سے ہوتی ہے۔ (1)امر ، (2)نہی ، (3)اِستِفہام ، (4)تمنّی اور (5)ندا۔

سوال نمبر04:- امر کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- امر:-

امر بلندی کی وجہ سے کسی سے کوئی کام طلب کرنے کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر05:-امر کے کتنے اور کون کونسے صیغے ہیں ؟

جواب:- امر کے صیغے :-

امر کے چار صیغے ہیں:-(1)فعلِ امر۔ جیسے:- "خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ﴿﴾ "یعنی "کتاب کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو!" ،

(2)وہ فعلِ مضارع جو لامِ سے ملا ہوا ہو۔ جیسے:- "لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ﴿﴾ " یعنی "مالی وسعت رکھنے والے کو چاہیئے کہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے!" ،

(3)اسِم فعل بمعنی فعلِ امر۔ جیسے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ "یعنی "آ نماز کی طرف!" اور

(4)وہ مصدر جو فعلِ امر کا نائب (یعنی اس کی جگہ پر) ہو۔ جیسے:- "سَعْيًا فِي الْخَيْرِ "یعنی "بھلائی میں کوشش کر!"۔

سوال نمبر06:- کیا فعلِ امر اپنے اصلی معنی کے علاوہ دیگر معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے ؟ نیز اس صورت میں اس کے معنی کو کس طرح سمجھا جاتا ہے ؟

جواب:- فعلِ امر کا دیگر معانی میں استعمال:-

جی ہاں! کبھی کبھی امر کے صیغوں کو ان کے اصلی معنی سے نکال کر دیگر معانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور ان معانی کو کلام کے سیاق اور احوال کے قرائن سے سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 07:- امر کی دیگر اَغراض بیان کریں۔

جواب:- امر کی دیگر اَغراض:-

امر کی دیگر اَغراض درج ذیل ہیں۔

(1)دعا۔ جیسے:- "أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ﴿﴾ " یعنی "تو مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا!"۔

(2)أَلْاِلْتِمَاسُ (درخواست کرنا)۔ جیسے تمہارا اپنے ہم مرتبہ شخص سے کہنا:- "أَعْطِنِي الْكِتَابَ " یعنی "مجھے کتاب دو!"۔

(3)أَلتَّمَنِّيْ (تمنا کرنا)۔ جیسے:-

أَلَا أَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيلُ أَلَا انْجَلِيْ　　　بِصُبْحٍ وَ مَا الإِصْبَاحُ مِنْكَ بِأَمْثَلِ

یعنی "اے لمبی رات! سن لے! روشن ہوجا ایسی صبح سے جس سے اچھی کوئی صبح نہ ہو!"۔

(4)أَلْاِرْشَادُ (رہنمائی کرنا)۔ جیسے:- "اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلَى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَ لْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ﴿﴾ " یعنی "جب تم کسی قرض کا آپس میں لین دین کرو مقررہ مدت تک تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے!"۔

(5)أَلتَّهْدِيْدُ (دھمکانا)۔ جیسے:- "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ﴿﴾ " یعنی "تم جو چاہتے ہو کرلو!"۔

(6)أَلتَّعْجِيْزُ (عاجز کرنا، یعنی مخاطَب کو ایسے کام کا حکم دینا جو وہ نہ کر سکے)۔ جیسے:-

يَا لَبَكْرٍ أَنْشِرُوْا لِيْ كُلَيْباً　　　يَا لَبَكْرٍ أَيْنَ أَيْنَ الْفِرَارُ

یعنی "اے قبیلۂ بنو بکر! میرے لیے کلیب کو زندہ کرو! اے قبیلۂ بنو بکر! کہاں کہاں تک بھاگنا ہے؟!"

(7)أَلْاِهَانَةُ (ذلیل کرنا)۔ جیسے:- "كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيداً ﴿﴾ " یعنی "پتھر بن جاؤ یا لوہا!"۔

(8)أَلْاِبَاحَةُ (جائز کرنا)۔ جیسے:- "كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا ﴿﴾ " یعنی "کھاؤ اور پیؤ!"۔

(9)أَلْاِمْتِنَانُ (احسان ظاہر کرنا)۔ جیسے " كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ﴿﴾ " یعنی "کھاؤ ان چیزوں سے جو اللہ نے تمہیں دی!"۔

(10)أَلتَّخْيِيْرُ (اختیار دینا)۔ جیسے " خُذْ هٰذَا أَوْ ذَاكَ " یعنی "یہ لو یا وہ!"۔

(11)أَلتَّسْوِيَةُ (برابری ظاہر کرنا)۔ جیسے "فَاصْبِرُوْا أَوْ لَا تَصْبِرُوْا ﴿﴾ " یعنی "صبر کرو یا نہ کرو!"۔

(12)أَلْاِكْرَامُ (تعظیم کرنا)۔ جیسے "اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿﴾ " یعنی "جنت میں داخل ہوجاؤ سلامتی کے ساتھ امن والے ہوکر!"۔

سوال نمبر 08:- نہی کسے کہتے ہیں؟

جواب:- نہی:-

نہی بلندی کی وجہ سے کسی سے کسی کام سے رکنے کے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر 09:- نہی کے کتنے صیغے ہیں؟

جواب:- نہی کے صیغے:-

نہی کا صرف ایک ہی صیغہ ہے، اور وہ مضارع پر لائے نہی داخل کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے فرمانِ باری تعالیٰ:-

" وَ لَا تُفْسِدُوْا فِیْ الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ﴿﴾ " یعنی "اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو" (یہ " تُفْسِدُوْنَ " تھا، ابتدا میں لائے نہی لگانے سے " لَا تُفْسِدُوْا " بن گیا)۔

سوال نمبر 10:- کیا فعلِ نہی اپنے اصلی معنی کے علاوہ دیگر معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے ؟ نیز اس صورت میں اس کے معنی کو کس طرح سمجھا جاتا ہے ؟

جواب:- فعلِ نہی کا دیگر معانی میں استعمال :-

جی ہاں! کبھی کبھی نہی کے صیغہ کو اس کے اصلی معنی سے نکال کر دیگر معانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور ان معانی کو مُقام (یعنی مَحل کا تقاضا) اور سِیاق (یعنی کلام کے انداز و اُسلُوب) سے سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 11:- نہی کی دیگر اَغراض بیان کریں۔

جواب:- نہی کی دیگر اَغراض :-

نہی کی دیگر اَغراض درج ذیل ہیں۔

(1) دعا۔ جیسے:- " فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْأَعْدَاءَ ﴿﴾ " یعنی "تو اے اللہ! تو مجھ پر میرے دشمن کو شماتت کا موقع نہ دے!"۔

(2) اَلْاِلْتِمَاسُ (درخواست کرنا)۔ جیسے تیرا اپنے ہم پلہ سے کہنا:- " لَا تَبْرَحْ مِنْ مَّكَانِكَ حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَیْكَ " یعنی "اپنی جگہ سے نہ ہلنا! یہاں تک کہ میں آپ کے پاس لوٹ آؤں!"۔

(3) اَلتَّمَنِّیْ (تمنا کرنا)۔ جیسے اس شعر میں " لَا تَطْلُعْ ! " :-

یَا لَیْلُ طُلْ یَا نَوْمُ زُلْ   یَا صُبْحُ قِفْ لَا تَطْلُعْ

یعنی "اے رات! تو لمبی ہو جا! اے نیند! تو زائل ہوجا! اے صبح! تو ٹھہر جا! طلوع نہ ہو!"۔

(4) التَّهْدِیْدِ (دھمکی دینا)۔ جیسے تیرا اپنے خادم سے کہنا:- " لَا تُطِعْ أَمْرِیْ " یعنی "نہ مان میری بات!"۔

سوال نمبر 12:- اِستِفہام کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- اِستِفہام :-

اِستِفہام کسی چیز کا علم طلب کرنے کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر 13:- کلماتِ اِستِفہام کتنے اور کون کونسے ہیں ؟

جواب:- کلماتِ اِستِفہام :-

کلماتِ اِستِفہام گیارہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (1) مَنْ ، (2) مَا ، (3) كَمْ ، (4) كَیْفَ ، (5) أَیٌّ ، (6) أَیْنَ ، (7) أَنّٰی ، (8) أَیَّانَ ، (9) مَتٰی ، (10) هَلْ اور (11) ہمزہ مفتوحہ (یعنی " أَ ")۔

سوال نمبر 14:- ہمزہ اِستِفہامیہ کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- ہمزہ اِستِفہامیہ لانے کا سبب :-

ہمزہ کے ذریعے تصور یا تصدیق کے بارے میں معلومات طلب کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 15:- تصور سے کیا مراد ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب:- **تصور:-**

تصور سے مراد ہے مفرد کا اِدْراک (یعنی کسی مفرد چیز کے بارے میں جاننا)۔ جیسے تیرا کہنا:-

" أَ عَلِيٌّ مُسَافِرٌ أَمْ خَالِدٌ ؟ " یعنی "کیا علی نے سفر کیا ہے یا خالد نے؟" جبکہ آپ کو پتہ ہو کہ سفر ان دونوں میں سے کسی ایک نے کیا ہے لیکن یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سفر کس نے کیا ہے۔ لہذا، کسی ایک کو خاص کرکے جواب دیا جائے گا۔ پس مثال کے طور پر آپ " عَلِيٌّ " کہہ دیں گے۔

سوال نمبر16:- تصدیق سے کیا مراد ہے ؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب:- **تصدیق:-**

تصدیق سے مراد ہے نسبت کا اِدْراک (یعنی نسبت (دو چیزوں کا تعلق جوڑنے) کے بارے میں جاننا)۔ جیسے " أَ سَافَرَ عَلِيٌّ ؟ " گویا کہ آپ سفر کے واقع ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ لہذا، جواب میں " نَعَمْ " یا " لَا " کہا جائے گا۔

سوال نمبر17:- " أَمْ مُتَّصِلَةٌ " کسے کہتے ہیں ؟ اور مُعادِل کے مختلف جملوں میں واقع ہونے کی صورتیں بھی بیان کریں۔ نیز، کیا مُعادِل کو حذف بھی کردیا جاتا ہے ؟

جواب:- **أَمْ مُتَّصِلَةٌ:-**

تصور میں مسؤل عنہ (یعنی جس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا) وہ ہمزہ اِستفہامیہ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے ، اور اس " أَمْ " کے بعد اس مسؤل عنہ کا مُعَادِل (یعنی مدِّ مقابل) ذکر کیا جاتا ہے ، تو اس " أَمْ " کو " أَمْ مُتَّصِلَةٌ " کہا جاتا ہے۔

معادل کے مختلف جملوں میں واقع ہونے کی صورتیں:-

مذکورہ صورۃ کے مطابق مُسند اِلَیہ کے بارے میں سوال کرتے ہوئے آپ کہیں گے:- " أَ أَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا أَمْ يُوْسُفُ ؟ " یعنی "کیا تو نے یہ کیا یا یوسف نے؟" ، مُسند کے بارے میں:- " أَ رَاغِبٌ أَنْتَ عَنِ الْأَمْرِ أَمْ رَاغِبٌ فِيْهِ ؟ " یعنی "کیا تم اس معاملے میں دلچسپی لے رہے ہو یا نہیں؟" ، مفعول کے بارے میں:- " أَ إِيَّايَ تَقْصُدُ أَمْ خَالِدًا ؟ " یعنی "کیا میرا تم نے ارادہ کیا یا خالد کا؟" ، حال کے بارے میں:- " أَ رَاكِبًا جِئْتَ أَمْ مَاشِيًا ؟ " یعنی "تم سواری پر آئے ہو یا پیدل؟" اور ظرف کے بارے میں:- " أَ يَوْمَ الْخمِيْسِ قَدِمْتَ أَمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ؟ " یعنی "کیا جمعرات کے دن تم آئے یا جمعہ کے دن؟" اور اسی طرح دیگر مُقامات میں ہوگا۔

مُعادِل کے حذف ہونے کی صورتیں:-

اور مذکور صورتوں میں کبھی کبھی معادل ذکر نہیں کیا جاتا۔ جیسے " أَ أَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا ؟ " یعنی "کیا تم نے یہ کیا؟" ، " أَ رَاغِبٌ أَنْتَ عَنِ الْأَمْرِ ؟ " یعنی "کیا تم اس معاملے میں دلچسپی لے رہے ہو؟" ، " أَ إِيَّايَ تَقْصُدُ ؟ " یعنی "کیا میرا تم نے ارادہ کیا؟" ، " أَ رَاكِبًا جِئْتَ ؟ " یعنی "کیا تم سوار ہو کر آئے ہو؟" اور " أَ يَوْمَ الْحَمِيْسِ قَدِمْتَ ؟ " یعنی "کیا جمعہ کے دن آپ آئے تھے ؟"۔

سوال نمبر18:- " أَمْ مُنْقَطِعَةٌ " کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- **أَمْ مُنْقَطِعَةٌ:-**

تصدیق میں مسؤل عنہ نسبت ہے اور نسبت کا کوئی مُعَادِل نہیں ہوتا۔ البتہ ، اگر نسبت کے بعد مُعادِل آئے تو اس " أَمْ " کو " أَمْ مُنْقَطِعَةٌ " کہا جائے گا اور اس صورت میں یہ " بَلْ (یعنی بلکہ)" کے معنی میں ہوگا۔

سوال نمبر19:- " هَلْ " کیوں لایا جاتا ہے ؟ نیز کیا اس کے ساتھ مُعَادِل ذکر کرنا درست ہے ؟

جواب:- ہَلْ :-

" ہَلْ " صرف تصدیق کو طلب کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے:- " هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ ؟ " یعنی "کیا آپ کا دوست آگیا؟" ، تو جواب میں " نَعَمْ " یا " لَا " کہا جائے گا۔ لہذا ، اس کے ساتھ مُعادِل ذکر کرنا غلط ہے۔ پس " هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ أَمْ عَدُوُّكَ ؟ " یعنی "کیا تمہارا بھائی آیا یا تمہارا دشمن" نہیں کہا جائے گا۔

سوال نمبر 20:- هَلْ " بَسِيْطَةٌ " کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- هَلْ "بَسِيْطَةٌ" :-

" هَلْ " کے ذریعے اگر کسی چیز کے وجود کے بارے میں پوچھا جائے ، تو یہ هَلْ " بَسِيْطَةٌ " کہلاتا ہے۔ جیسے:- " هَلِ الْعَنْقَاءُ مَوْجُوْدَةٌ؟ " یعنی "کیا ڈائینا سور (Dinosaur) موجود ہیں ؟"۔

سوال نمبر 21:- هَلْ " مُرَكَّبَةٌ " کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- **هَلْ " مُرَكَّبَةٌ " :-**

" هَلْ " کے ذریعے اگر ایک چیز کے دوسری چیز کے لیے وجود (یعنی ایک چیز کے دوسری چیز لئے پائے جانے) کے بارے میں پوچھا جائے ، تو یہ هَلْ " مُرَكَّبَةٌ " کہلاتا ہے۔ جیسے:- " هَلْ تَبِيْضُ الْعَنْقَاءُ أَوْ تَفْرَخُ ؟ " یعنی "کیا ڈائیناسور (Dinosaur) انڈے دیتے ہیں یا بچے؟"۔

سوال نمبر 22:- " مَا " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- مَا :-

" مَا " کے ذریعے کسی اسم کی وضاحت طلب کی جاتی ہے۔ جیسے:- مَا الْعَسْجَدُ أَوِ اللُّجَيْنُ ؟ " یعنی "سونا کیا ہے یا چاندی کیا ہے؟" ، یا کسی کی حقیقت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ جیسے:- " مَا الْإِنْسَانُ " یعنی "انسان کیا ہے؟" یا " مَا " کے ساتھ ذکر کردہ چیز کا حال پوچھا جاتا ہے۔ جیسے تیرا اپنے پاس آنے والے سے پوچھنا:- " مَا أَنْتَ ؟ " یعنی "آپ کون ہیں؟"۔

سوال نمبر 23:- " مَنْ " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- مَنْ :-

" مَنْ " کے ذریعے عقل والوں کی تعیین طلب کی جاتی ہے۔ جیسے تیرا پوچھنا:- " مَنْ فَتَحَ مِصْرَ ؟ " یعنی "شہر / مصر کس نے فتح کیا؟"۔

سوال نمبر 24:- " مَتَى " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- مَتَى :-

" مَتَى " کے ذریعے زمانہ کی تعیین کو طلب کیا جاتا ہے ، چاہے زمانہ ماضی ہو یا مستقبل۔ جیسے " مَتَى جِئْتَ ؟ " یعنی "تم کب آئے؟" اور " مَتَى تَذْهَبُ ؟ " یعنی "تم کب جاؤ گے ؟"۔

سوال نمبر 25:- " أَيَّانَ " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- أَيَّانَ :-

"أَيَّانَ " کے ذریعے خاص طور پر زمانۂ مستقبل کو طلب کیا جاتا ہے اور یہ ہولناکی کی جگہ میں بھی آتا ہے۔ جیسے "يَسْـَٔلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ " یعنی "قیامت کا دن کب آئے گا؟"۔

سوال نمبر 26:- "كَيْفَ " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- كَيْفَ :-

"كَيْفَ " کے ذریعے حال کی تعیین کو طلب کیا جاتا ہے۔ جیسے:- "كَيْفَ أَنْتَ ؟ " یعنی "آپ کیسے ہیں؟"۔

سوال نمبر 27:- "أَيْنَ " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- أَيْنَ :-

"أَيْنَ " کے ذریعے مکان کی تعیین کو طلب کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ "أَيْنَ تَذْهَبُ ؟ " یعنی "تم کہاں جا رہے ہو ؟"۔

سوال نمبر 28:- "أَنّٰى " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- أَنّٰى :-

" أَنّٰى "استعمال ہوتا ہے (1) "كَيْفَ " کے معنی میں۔ جیسے:- "أَنّٰى يُحْيِ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۝ " یعنی "اللہ ان کو ان کے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟" ، (2) "مِنْ أَيْنَ " کے معنی میں۔ جیسے:- " يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۝ " یعنی "اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟" اور (3) "مَتَى " (شرطیہ) کے معنی میں۔ جیسے:- "ذُرْ أَنّٰى شِئْتَ " یعنی "تم جب چاہو ملنے آؤ"۔

سوال نمبر 29:- "كَمْ " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- كَمْ :-

"كَمْ " کے ذریعے مبہم عدد کی تعیین کو طلب کیا جاتا ہے۔ جیسے:- "كَمْ لَبِثْتُمْ؟ " یعنی "تم کتنی دیر سوئے ؟"۔

سوال نمبر 30:- "أَيٌّ " کیوں لایا جاتا ہے ؟

جواب:- أَيٌّ :-

"أَيٌّ " کے ذریعے دو شریکوں میں سے کسی ایک کو کسی ایسے معاملے میں خاص کردیا جاتا ہے جس میں وہ دونوں شامل ہوں(یعنی کسی معاملے میں دو افراد شریک تھے ان دونوں میں سے کسی ایک کو اس معاملے میں خاص کر دینا)۔ جیسے:- "أَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا ؟ " یعنی "دونوں گروہوں میں سے کون بہتر ہے ٹھکانے کے اعتبار سے؟" اور اسی کے ذریعے زمانے ، مکان ، حال ، عدد ، عاقل اور اس کے علاوہ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے جس کے ساتھ وہ مضاف ہے۔

سوال نمبر 31:- کیا اَدواتِ اِستِفہام اپنے اصلی معنی کے علاوہ دیگر معانی میں بھی استعمال ہوتے ہیں ؟ نیز، اس صورت میں انکے معنی کو کس طرح سمجھا جاتا ہے ؟

جواب:- اَدواتِ اِستِفہام کا دیگر معنی میں استعمال :-

جی ہاں! کبھی کبھی اَدواتِ اِستِفہام کو ان کے اصلی معنی سے نکال کر دیگر معانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور ان معانی کو سِیاقِ کلام (یعنی کلام

کے انداز و اُسلُوب) سے سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر32:- اِستفہام کی دیگر اَغراض بیان کریں۔

جواب:-اِستفہام کی دیگر اَغراض:-

اِستفہام کی دیگر اَغراض درج ذیل ہیں۔

(1)اَلتَّسْوِيَةُ (برابری ظاہر کرنا)۔ جیسے:- " سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ ﴿﴾ " یعنی "برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں"۔

(2)اَلنَّفْيُ (انکار)۔ جیسے:- " هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ " یعنی "بھلائی کا بدلہ نہیں مگر بھلائی"۔

(3)اَلْاِنْكَارُ (صریح انکار)۔ جیسے:- " أَ غَيْرَ اللهِ تَدْعُونَ ﴿﴾ " یعنی "کیا تم غیر اللہ کو پوجتے ہو؟"۔

(4)اَلْأَمْرُ (حکم دینا)۔ جیسے:- " فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿﴾ " یعنی "کیا تم باز آؤ گے؟" بمعنی "اِنْتَهُوْا (باز آو تم سب)"۔

(5)اَلنَّهى (روکنا)۔ جیسے:- "أَ تَخْشَوْنَهُمْ فَاللهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ ﴿﴾ " یعنی "کیا تم انسے ڈرتے ہو، حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے"۔

(6)اَلتَّشْوِيْقُ (شوق دلانا)۔ جیسے:- " أَ تَخْشَوْنَهُمْ فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ " یعنی "کیامیں تمہاری رہنمائی کروں ایسی تجارت کی طرف جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے؟"۔

(7)اَلتَّعْظِيمُ (تعظیم کرنا)۔ جیسے:- " مَن ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ﴿﴾ " یعنی "کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے؟"۔

(8)اَلتَحْقِيْرُ (حقارت ظاہر کرنا)۔ جیسے:- " أَ هٰذَا الَّذِي مَدْحَتَهُ كَثِيْرًا ؟ " یعنی "کیا یہ ہے وہ جس کی تم اتنی تعریف کر رہے تھے؟!"۔

(9)اَلتَّهَكُّمُ (مزاق اڑانا)۔ جیسے:- "أَ عَقْلُكَ يَسُوْغُ لَكَ أَنْ تَفْعَلَ كَذَا ؟ " یعنی "کیا تمہاری عقل تمہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ تم ایسا کرو؟"۔

(10)اَلتَّعَجُّبُ (حیران ہونا)۔ جیسے:- "مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِيْ الْأَسْوَاقِ " یعنی "(مشرکین معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور ﷺ کے بارے میں کہتے تھے) کیا ہے اس رسول کے لیے کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے ہیں"۔

(11)گمراہی پر تنبیہ کرنا۔ جیسے:- " فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ " یعنی "تم کہاں جا رہے ہو؟"۔

(12)اَلْوَعِيْدُ (غلط کام کی سزا بیان کرنا)۔ جیسے:- " أَ تَفْعَلُ كَذَا وَ قَدْ أَحْسَنْتُ إِلَيْكَ ؟ " یعنی "کیا تو ایسا کرے گا حالانکہ میں نے تجھ سے بھلائی کی تھی"۔

سوال نمبر33:- تمنّی اور ترجّی کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب:- تمنّی:-

کسی ایسی پسندیدہ چیز کو طلب کرنا جس کے حصول کی امید نہ کی جاتی ہو اس کی محال یا دور واقع ہونے کی وجہ سے۔ جیسے:-

اَلَا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ يَوْمًا   فَأُخْبِرَهُ بِمَا فَعَلَ الْمَشِيْبُ

یعنی "کاش! کہ جوانی کے دن لوٹ آئیں، تو میں اسے خبر دوں ان چیزوں کی جو بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا"۔

ترجّی:-

مذکورہ صورت میں جب اس چیز کے حاصل ہونے کی امید ہو، تو اب اگر وہ اس چیز کا انتظار کرے تو اسے "ترجّی" کہا جاتا ہے اور ترجّی کو " عَسَى " یا " لَعَلَّ " کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے:- "لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿﴾ " یعنی "شاید اللہ اس کے بعد کوئی معاملہ پیدا کر دے"۔

سوال نمبر34:- تمنّی کے کتنے اور کون کونسے کلمات ہیں؟ نیز، انکے استعمال کی صورت میں انکے جواب میں واقع ہونے والے فعلِ مضارع کو کیا اعراب دیاجائے گا؟

جواب:- تمنّی کے اَدوات :-

تمنّی کے لیے چار کلمات ہیں۔ ایک اصلی ہے اور وہ " لَيْتَ " ہے اور باقی تین غیرِ اصلی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (1) هَلْ :- جیسے:- " فَهَلْ لَّنَا مِنَ الشُّفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ ﴿﴾ " یعنی "کاش ہمارے لیے کوئی شفیع ہوتا تو وہ ہمارے لیے شفاعت کرتا" ، (2) لَوْ :- جیسے:- " فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿﴾ " یعنی "کاش ہمارے لیے کوئی لوٹنا ہوتا تو ہم بھی مومن ہوتے" اور (3) لَعَلَّ :- جیسے:-

أَ سِرْبَ الْقَطَا هَلْ مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهُ   لَعَلِّيْ إِلَى مَنْ قَدْ هَوَيْتُ أَطِيْرُ

یعنی "اے قطا(صف بصف اڑنے والے پرندے) کے جھنڈ! کیا کوئی ہے جو اپنے پر مجھے ادھار دے دے ، کاش کہ اسکی طرف جس کی خواہش رکھتا ہوں میں اڑ کر چلا جاؤں!"۔ ان الفاظ کو جب تمنّا کے لیے استعمال کیا جائے ، تو جو فعل مضارع ان کے جواب میں واقع ہوگا اس کو نصب دیا جائے گا۔

سوال نمبر 35 :- ندا کسے کہتے ہیں؟

جواب :- ندا :-

ندا سے مراد ہے توجہ طلب کرنا ایسے حرف کے ذریعے جو " أَدْعُوْ " کے قائم مقام ہو۔

سوال نمبر 36 :- ندا کے کتنے اور کون کون سے ادوات ہیں ؟

جواب :- اَدواتِ ندا :-

ندا کے اٹھ اَدواتِ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (1) یا ، (2) ہمزہ ، (3) أَيْ ، (4) آ ، (5) آيَ ، (6) أَيَا ، (7) هَيَا اور (8) وَا۔

سوال نمبر 37 :- کون کون سے حروفِ ندا قریب کے لیے اور کون کون سے بعید کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں ؟ نیز ان کا استعمال بھی بیان کریں۔

جواب :- قریب اور بعید کے لیے استعمال ہونے والے اَدواتِ ندا :-

دو حروفِ ندا (1) ہمزہ اور (2) آيَ منادی قریب کے لیے ، جبکہ ان دو کے علاوہ باقی سب بعید کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

اَدواتِ ندا کا استعمال :-

کبھی کبھی بعید کو قریب کے مرتبہ میں اتار دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ، اسے "ہمزہ" اور "آيَ " کے ساتھ ندا دی جاتی ہے اس طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ منادی متکلّم کے ذہن میں خوب مستحضر (حاضر) ہونے کی وجہ سے گویا متکلّم کے پاس حاضر (موجود) ہے۔ جیسے شاعر کا قول:-

أَ سُكَانَ نَعْمَانَ الْأَرَاكِ تَيَقَّنُوْا   بِأَنَّكُمْ فِي رَبْعِ قَلْبِيْ سُكَانُ

یعنی "اے نعمانِ اراک کے رہائشیوں! یقین کرو تم میرے دل کے صحن میں رہتے ہو" ، اور کبھی قریب کو بعید کے مرتبہ میں اتار دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ، اُسے اُن حروف میں سے کسی ایک حرف کے ذریعے ندا دی جاتی ہے جن کو مُنادیٰ بعید کے لیے وضع کیا گیا ہے یا تو (1) اس طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ منادی بڑی عظیم شان والا اور بلند مرتبہ والا ہے ، یہاں تک کہ منادیٰ کے درجہ کی عظمت میں متکلّم کے مرتبہ سے فاصلہ ، مسافت میں فاصلہ کے مترادِف ہے (یعنی کہ مُنادیٰ کا درجہ متکلّم کے درجہ سے اس قدر بلند اور بالا ہے کہ گویا کہ وہ اس مسافت میں بھی اتنی ہی دور ہے)۔ جیسے تیرا کہنا:- " أَيَا مَوْلَايَ " یعنی "او میرے اقا!" ، حالانکہ تُو تو اس کے پاس ہے ، یا (2) اس کہ مرتبے کے کم ہونے کی طرف اشارہ کرنے کے لیے۔ جیسے:- " أَيَا هَذَا " یعنی "او یہ!" اس آدمی کے لیے کہنا جو آپ کے پاس موجود ہے ، یا پھر (3) اس طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ سامع نیند یا بھول (یعنی غلطی ، یا اس جیسے کسی سبب) کی وجہ سے غافل ہے ، گویا کہ وہ مجلس میں حاضر ہی نہیں۔ جیسے تیرا غلطی کرنے والے کو کہنا:- " أَيَا فُلَانُ " یعنی "او فلاں!"۔

سوال نمبر 38 :- کیا اَدواتِ ندا اپنے اصلی معنی کے علاوہ دیگر معانی میں بھی استعمال ہوتے ہیں ؟ نیز ، اس صورت میں ان کے معنی کو کس طرح سمجھا جاتا ہے ؟

جواب:- آدواتِ ندا کا دیگر معانی میں استعمال :-

جی ہاں! کبھی کبھی ادوات ندا کو ان کے اصلی معنیٰ سے نکال کر دیگر معانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور ان معانی کو قرائن سے سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 39:- ندا کی دیگر آغراض بیان کریں۔

جواب:- **ندا کی آغراض :-**

ندا کی دیگر آغراض درج ذیل ہیں۔

(1)أَلْاِغْرَاءُ (ڈرانا)۔ جیسے تیرا اس شخص سے کہنا جو تیرے پاس اس حال میں آیا کہ اس پر ظلم کیا گیا:- " یَا مَظْلُوْمُ " یعنی "اے مظلوم!"۔

(2)أَلزَّجَرُ (ڈانٹنا)۔ جیسے:- أَ فُؤَادِيْ مَتَى الْمَتَابُ أَلَمَّا تَصْحُ وَ الشَّيْبُ فَوْقَ رَأْسِي أَلَمَّا

یعنی "اے میرے دل تو کب توبہ لائے گا حالانکہ میرے سر پہ بڑھاپا آگیا"۔

(3)أَلتَّحَيُّرُ وَ التَّضَجُّرُ (حیران ہونا اور دھمکانا)۔ جیسے:- " أَيَا مَنَازِلَ سَلْمَى أَيْنَ سَلْمَاكَ ؟ " یعنی "اے سلمی کے گھروں تمہاری سلمی کہاں ہے؟"، اور یہ اکثر اوقات اصطبل اور کجاوہ/سواریاں وغیرہ کو ندا دینے میں استعمال ہوتی ہے۔

(4)أَلتَّحَسُّرُ وَ التَّوَجُّعُ (حسرت اور درد کا اظہار کرنا)۔ جیسے شاعر کا قول:-

أَ يَا قَبْرَ مَعْنٍ كَيْفَ وَارَيْتَ جُوْدَهُ وَ قَدْ كَانَ مِنْه الْبَرُّ وَ الْبَحْرُ مُتْرَعًا

یعنی "اے معن کی قبر! تو نے اس کی سخاوت کو کیسے چھپالیا، حالانکہ اس کی سخاوت سے بَر (خشکی) اور بحَر (تری) بھرے ہوئے تھے"۔

(5)أَلتَّذَكُّرُ (یاد تازہ کرنا، یعنی کچھ جگہوں سے ایسے واقعات جڑے ہوتے ہیں کہ جب ان جگہوں کو دیکھیں تو وہ یادیں تازہ ہوجاتی ہیں)۔ جیسے

أَ يَا مَنْزِلَي سَلْمَى سَلَامٌ عَلَيْكُمَا هَلِ الْأَزْمُنُ اللَّاتِيْ مَضَيْنَ رَوَاجِعُ

یعنی "اے سلمیٰ کے دونوں گھروں! تم پر سلام ہو کیا وہ زمانے جو گزر گئے وہ لوٹ سکتے ہیں؟!"

سوال نمبر 40:- کون کون سے کلمات سے انشائے غیرِ طلبی ہوتی ہے ؟

جواب:- انشائے غیرِ طلبی کے ادوات :-

انشائے غیرِ طلبی تعجب، قسم اور الفاظِ عقود سے ہوتی ہے۔ جیسے:- " بِعْتُ " یعنی "میں نے بیچا"۔ اور کبھی ان کے علاوہ میں بھی پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر 41:- انشائے طلبی کی ابحاث علم المعانی میں کیوں بیان نہیں کی گئیں ؟

جواب:- انشاء ہ طلبی کی ابحاث کا علم المعانی میں ذکر نہ کیے جانے کا سبب :-

انشائے غیر طلبی کی آنواع (اقسام) چونکہ علم المعانی کی ابحاث سے تعلق نہیں رکھتیں۔ لہذا، مصنف نے اس سے (یعنی اسے علم المعانی میں بیان کرنے سے) اِعراض کیا۔

ألباب الثّانی فی الذّکر والحذف :-

سوال نمبر 01:- ذکر کرنا کب اصل ہے ؟

جواب:- ذکر کی اصل (یعنی قاعدہ) :-

جب سامع کو حکم کا فائدہ پہنچانے کا ارادہ کیا جائے، تو جو لفظ اس حکم کے معنیٰ پر دلالت کرتا ہو، اسے ذکر کرنا اصل (یعنی قاعدہ) ہے۔

سوال نمبر 02:- حذف کرنا کب اصل ہے؟

جواب:- حذف کی اصل (یعنی قاعدہ) :-

جب سامع کو حکم کا فائدہ پہنچانے کا ارادہ کیا جائے ، تو جو لفظ کلام سے بقیہ الفاظ کے اس پر دلالت کرنے کی وجہ سے جانا جائے ، اسے حذف کرنا اصل (یعنی قاعدہ) ہے۔

سوال نمبر 03 :- جب ذکر اور حذف کے اصول اپس میں ٹکرا جائیں ، تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا ؟

جواب:- **ذکر و حذف کے قواعد کے آپس میں ٹکرانے کی صورت میں حکم :-**

جب ذکر و حذف کے اصول (قواعد) آپس میں ٹکرا جائیں ، تو اس صورت میں کسی ایک کے مقتدیٰ سے دوسرے کے مقتدیٰ کی طرف عُدول نہیں کریں گے (یعنی نہیں جائیں گے) ، مگر کسی ایسے داعی (بلانے والے) کے سبب سے جو اس کی طرف بلا رہا ہے۔

سوال نمبر 04 :- ذکر کے دواعی مع المثال بیان کریں۔

جواب:- ذکر کے دواعی :-

ذکر کے دواعی درج ذیل ہیں:-

(1) پختگی اور وضاحت کی زیادتی کے لیے۔ جیسے:- " أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ - وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿﴾ " یعنی "وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔

(2) قرینہ پر بھروسے کی کمی کی وجہ سے ، اس لیے کہ یا تو قرینہ کمزور ہے یا سامع کی سمجھ کمزور ہے۔ جیسے:- " زَيْدٌ نِعْمَ الصَّدِيْقُ " یعنی "زید کتنا ہی اچھا دوست ہے" ، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب زید کا ذکر پہلے ہو چکا ہو اور سامع کو اسے سنے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہو ، یا زید کے ذکر کے ساتھ ساتھ کسی اور کا بھی ذکر کیا گیا ہو۔

(3) سامع کی کند ذہنی پر تعریض (طنزاً اشارہ) کرنا۔ جیسے:- " مَاذَا قَالَ عَمْرٍو ؟ " یعنی "عمرو نے کیا کہا" کے جواب میں " عَمْرٌو قَالَ كَذَا " یعنی "عمرو نے یہ کہا" کہنا۔

(4) سامعہ پر پختگی کے لیے ، تاکہ اس کے لیے انکار نہ بچے۔ جیسے جب حاکم گواہ سے پوچھے:- " هَلْ أَقَرَّ زَيْدٌ هَذَا بِأَنَّ عَلَيْهِ كَذَا " یعنی "کیا زید نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس پر اتنے پیسے ہیں؟" ، تو گواہ کہے:- " نَعَمْ ، زَيْدٌ هَذَا أَقَرَّ بِأَنَّ عَلَيْهِ كَذَا " یعنی "جی! زید نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس پر اتنے پیسے ہیں"۔

(5) تعجب کرنا جب حکم بلکل غریب (انوکھا) ہو۔ جیسے:- " عَلِيٌّ يُقَاوِمُ الْأَسَدَ " یعنی "علی نے شیر سے مقابلہ کیا" ، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہو۔

(6) اَلتَّعْظِيْمُ وَ التَّحْقِيْرُ (تعظیم اور حقارت ظاہر کرنا) جب لفظ اس کا فائدہ دے۔ جیسے جب سائل تم سے پوچھے:- " هَلْ رَجَعَ الْقَائِدُ ؟ " تو تم بولو:- " رَجَعَ الْمَنْصُوْرُ أَوِ الْمَهْزُوْمُ " یعنی "فاتح لوٹ آیا یا ہارا ہوا لوٹ آیا"۔

سوال نمبر 05 :- حذف کے دواعی مع المثال بیان کریں

جواب:- حذف کے دواعی :-

حذف کے دواعی درج ذیل ہیں۔

(1) غیرِ مُخاطَب سے بات چھپانا۔ جیسے تیرا کہنا:- " أَقْبَلَ " یعنی "وہ آگیا" اور تو نے مثال کے طور پر "علی" مراد لیا ہو۔

(2) حاجت کے وقت انکار لانا۔ جیسے تیرا کہنا معین شخص کے ذکر کے بعد:- " لَئِيْمٌ خَسِيْسٌ " یعنی "ذلیل کمینہ"۔

(3) محذوف کی تعیین پر تنبیہ کرنا ، اگرچہ دعوے کے طور پر ہی ہو۔ جیسے:- " خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴿﴾ " یعنی "ہر شے کو پیدا کرنے والا (یہاں مراد اللہ عزوجل کی ذات ہے)" اور " وَهَّابُ الْأُلُوْفِ " یعنی "ہزاروں دینے والا (یہاں مراد سلطان ہے)"۔

(4)سامع کی ذہانت یا اس کی ذہانت کی مقدار کا امتحان لینا۔ جیسے:- "نُوْرُهُ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ" یعنی "اس کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے (اس پہیلی کا جواب "قَمَرٌ (چاند)" ہے)"۔

(5)مُقام کا تنگ ہونا، یا تو تکلیف کی وجہ سے۔ جیسے:-

قَالَ لِي كَيْفَ أَنْتَ قُلْتُ عَلِيلٌ　　　سَهَرٌ دَائِمٌ وَ حُزْنٌ طَوِيْلٌ

یعنی "اس نے مجھ سے کہا:- آپ کیسے ہیں؟ میں نے کہا:- بیمار ہوں، دائمی جاگنا اور طویل غم ہے"، یا پھر فرصت کے فوت ہونے کے خوف کی وجہ سے ہو۔ جیسے شکاری کا کہنا:- "غَزَالٍ" یعنی "ہرن!"۔

(6)أَلتَعْظِيْمُ وَ التَّحْقِيْرُ (تعظیم اور حقارت ظاہر کرنا) اپنی زبان سے اس کے ذکر کو بچاتے ہوئے۔ جیسے:- "نُجُوْمُ سَمَاءٍ" یعنی "آسمان کے ستارے"، یا اس کے ذکر کو اپنی زبان سے بچاتے ہوئے۔ جیسے:- "قَوْمٌ إِذَا أَكَلُوْا أَخْفَوْا حَدِيْثَهُمْ" یعنی "وہ ایسی قوم ہے جب کھاتی ہے تو اپنی باتیں چھپاتی ہے"۔

(7)وزن (یعنی ہر عبارت یا مصرے میں ایک ہی تعداد کے مطابق الفاظ ہونے) یا سجع (یعنی ہر عبارت یا مصرے کے آخر میں ایک جیسے الفاظ آنے) کی حفاظت کرنا۔

وزن کی مثال:-　　نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وَ أَنْتَ بِمَا عِ　　نْدَكَ رَاضٍ وَ الرَّأْيُ مُخْتَلِفٌ

یعنی "ہم اس پر جو ہمارے پاس ہے اور تم اس پر جو تمہارے پاس ہے راضی ہیں اور رائے مختلف ہیں"، اور دوسرے کی مثال:- "مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی ۝" یعنی "تمہارے رب نے تمہیں نہ چھوڑا اور نہ ناپسند کیا"۔

(8)اختصار کے ساتھ عام ہونا۔ جیسے:- "وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۝" یعنی "اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے" مطلب "اپنے تمام بندوں کو"، کیونکہ معمول کو حذف کرنا عمومیت (عام ہونے) کا فائدہ دیتا ہے۔

(9)أَلْأَدَبُ۔ جیسے:-　　قَد طَلَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ لَكَ فِي السُّؤْ　　دَدِ وَ الْمَجْدِ وَ الْمَكَارِمِ مِثْلًا

یعنی "ہم نے تلاش کی تیرے لیے کوئی مثال مگر ہم نے تیرے لیے سیادت اور بزرگی اور تعظیم میں کوئی مثال نہ پائی"۔

(10)متعدّی کو لازم کے مرتبہ میں اتارنا معمول کے ساتھ غرض کا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے۔ جیسے:- "هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝" یعنی "کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے"۔

سوال نمبر 06:- فعل کی نائب الفاعل کی طرف اِسناد کو اس باب میں کیوں ذکر کیا گیا؟ نیز، اس اِسناد کے اسباب مع المثال ذکر کریں۔

جواب:- فعل کی نائب الفاعل کی طرف اِسناد:-

فعل کی نائب الفاعل کی طرف اِسناد کرنا حذف کی صورتوں میں سے ہے۔ پس کہا گیا:- فاعل کا حذف کرنا ہوتا ہے یا تو (1)فاعل سے خوف کے سب سے ، یا (2) فاعل پر خوف ، یا (3)فاعل کے معلوم ہونے یا (4) فاعل کے معلوم نہ ہونے کے سبب سے۔ جیسے:- "سُرِقَ الْمَتَاعُ" یعنی "سامان چوری کیا گیا" اور "خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝" یعنی "انسان کو کمزور پیدا کیا گیا"۔

أَلباب الثّالث فی التّقدیم و التّأخیر :-

سوال نمبر 01:- کلام کے اجزا کو مقدم و مؤخر کرنا کیوں ضروری ہے ؟

جواب:- اجزائے کلام کی تقدیم وتاخیر کا سبب :-

یہ بات معلوم ہے کہ کلام کے اجزا (الفاظ) ایک ہی وقت میں بولنا ممکن نہیں ہے ، بلکہ بولتے وقت کچھ اجزا کو مقدّم اور کچھ کو مؤخّر کرنا ضروری ہے ، اور کوئی بھی لفظ فِيْ نَفْسِهِ (بذاتِ خود) کسی دوسرے لفظ پر مقدّم نہیں ہوتا ، اور ان الفاظ میں سے کوئی بھی بذاتِ خود مقدّم ہونے میں اولیٰ نہیں ہے (یعنی مقدّم

نہیں ہونا چاہتا)، تو ضروری ہے ان الفاظ کے مقدّم کرنے کے لیے کسی داعی کا ہونا جو اسے واجب کر رہا ہو (یعنی مقدّم کرنے پر ابھار رہا ہو)۔

سوال نمبر02:- تقدیم کے دواعی ذکر کریں:-

جواب:- تقدیم کے دواعی:-

تقدیم کے دواعی درج ذیل ہیں:-

(1)بعد میں آنے والی بات کی طرف شوق دلانا، جب پہلے آنے والا جز کسی انوکھی چیز کی طرف شعور دے رہا ہو۔ جیسے:-

وَ الَّذِی حَارَتِ الْبَرِیَّۃُ فِیْہِ　　　　حَیَوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جَمَادِ

یعنی "وہ چیز جس نے مخلوق کو حیرت میں ڈال رکھا ہے، بے جان سے جاندار کا پیدا ہونا ہے"۔

(2)خوشی یا غم کی خبر میں جلدی کرنا۔ جیسے:- "أَلْعَفْوُ عَنْكَ صَدَرَ بِهِ الْأَمْرُ" یعنی "معافی کا حکم آپ کے بارے میں صادر ہوا" اور "أَلْقِصَاصُ حَكَمَ بِهِ الْقَاضِيْ" یعنی "قِصاص کا حکم قاضی نے صادر کیا"۔

(3)پہلے آنے والے کلام کا مَحلِّ انکار اور تعجب بننا (یعنی ابتدا میں کوئی ایسا لفظ لانا جو خلاف ہونے یا تعجب پر دلالت کرے)۔ جیسے:- "أَ بَعْدَ طُوْلِ التَّجْرِبَةِ تَنْخَدِعُ بِہٰذِہِ الزَّخَارِفِ؟" یعنی "کیا اتنے لمبے تجربے کے بعد تم ان پتھروں سے دھوکا کھا گئے؟!"۔

(4)ترقی کی راہ چلنا، یعنی پہلے عام لفظ ذکر کرنا پھر اس کے بعد خاص لفظ لے کر آنا، کیونکہ عام کو جب خاص کے بعد ذکر کیا جاتا ہے تو عام کو ذکر کرنے کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے:- "هٰذَا الْكَلَامُ صَحِيْحٌ فَصِيْحٌ بَلِيْغٌ" یعنی "یہ کلام صحیح ہے فصیح ہے بلیغ ہے"۔ پس جب تم "فَصِيْحٌ بَلِيْغٌ" بولو گے، تو تمہیں "صَحِيْحٌ" ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہوگی، اور جب تم "بَلِيْغٌ" کہو گے، تو تمہیں نہ تو "صَحِيْحٌ" کہنے کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی "فَصِيْحٌ" کہنے کی۔

(5)ترتیبِ وُجودی کی رعایت کرنا۔ جیسے:- "لَا تَأْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ﴿﴾" یعنی "اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند"۔

(6)عموم السّلب (نفی کے عام ہونے) یا سلب العُموم (عام کی نفی ہونے) پر نص (صراحت) کرنا۔ بس پہلی صورت اَدَاۃ العُموم (یعنی عُموم کے الفاظ) کو اَدَاۃ النّفی (یعنی نفی کے الفاظ) پر مقدّم کرنے سے واقع ہوتی ہے۔ جیسے:- "كُلُّ ذٰلِكَ لَم يَكُنْ" یعنی "یہ سب نہیں تھا" مطلب نہ ہی یہ واقع ہوا اور نہ ہی وہ (یعنی اس قِسم میں کچھ بھی ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے:- "یہ سب نہیں تھا" مطلب کچھ بھی نہیں تھا)، اور دوسری صورت اَدَاۃ النّفی کو اَدَاۃ العُموم پر مقدّم کرنے سے واقع ہوتی ہے۔ جیسے:- "لَمْ يَكُنْ كُلُّ ذٰلِكَ" یعنی "سارا نہیں تھا"، تو یہ بعض کے ثبوت کا احتمال رکھتا ہے (یعنی اس قسم میں سب کچھ ناممکن نہیں ہوتا، بلکہ بعض چیزوں کے ممکن ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ جیسے:- "سارا نہیں تھا" مطلب ایسا نہیں کہ کچھ بھی نہیں تھا، بلکہ کچھ نہ کچھ تو تھا)، اور اس سے ہر فرد کی نفی کا احتمال بھی ہوتا ہے (یعنی اس قِسم سے تمام افراد کی نفی کا احتمال بھی لیا جاتا ہے)۔

(7)حکم کو پختہ کرنا جب خبر فعل ہو۔ جیسے:- "أَلْهِلَالُ ظَهَرَ" یعنی "چاند ظاہر ہوا" اور یہ اِسناد کی تکرار کے سبب سے ہوتا ہے (پہلی اِسناد:- "ظَهَرَ" کی "هُوَ" ضمیر کی "أَلْهِلَالُ" کی جانب ہے، اور دوسری اِسناد:- "ظَهَرَ" کی "هُوَ" ضمیر (جو کہ اس کا فاعل ہے، وہ) اپنے فعل سے مل کر جملۂ فعلیہ خبریہ ہوکر "أَلْهِلَالُ" کی جانب مُسند ہے۔

(8)أَلتَّخْصِيْصُ (خاص کرنا)۔ جیسے:- "مَا أَنَا قُلْتُ" یعنی "میں نے نہیں کہا"۔

(9)وزن یا سجع کی حفاظت کرنا۔ پہلے کی مثال:-

إِذَا نَطَقَ السَّفِيْهُ فَلَا تُجِبْهُ　　　　فَخَيْرٌ مِنْ إِجَابَتِهِ السُّكُوْتُ

یعنی "جب پاگل بولے تو اسے جواب مت دو، اسے جواب دینے سے بہتر ہے خاموشی"۔

سوال نمبر03:- تقدیم و تأخیر کے دواعی الگ سے کیوں نہیں ذکر کیے گئے؟

جواب:- تقدیم و تاخیر میں سے ہر ایک کے الگ الگ خصوصی دواعی ذکر نہیں کیے گئے ، کیونکہ جب جملہ کے دو رکنوں میں سے ایک رکن مقدّم ہوگا تو دوسرا خود بخود مؤخر ہوجائے گا۔ پس یہ دونوں مُتلازِمان (ایک دوسرے کے لئے لازم) ہیں۔

اَلباب الرّابع فی التّعریف و التّنکیر :-

سوال نمبر 01:- کس صورت میں مُقام معرفہ کا ہوتا ہے اور کس صورت میں نکرہ کا ؟

جواب:- مُقام کے معرفہ یا نکرہ ہونے کی صورت :-

جب غرض کا تعلق مُخاطَب کو کلام کی کسی معین چیز کے ساتھ جڑے ہوئے ہونے کی تفہیم کرنا (سمجھانا) ہو ، تو یہ مُقام تعریف (معرفہ) کا ہوتا ہے ، اور جب غرض کا تعلق یہ نہ ہو ، تو یہ مُقام تنکیر (نکرہ) کا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 02:- کتنی اور کون کون سی چیزیں معرفہ ہوتی ہیں ؟

جواب:- معرفہ کے اَدوات :-

کل سات چیزیں معرفہ ہوتی ہیں۔ (1)ضمیر ، (2)عَلَم ، (3)اسم الاشارۃ ، (4)اسم الموصول ، (5)وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بلام) ، (6)وہ اسم جسے ان مذکورہ میں سے کسی ایک کے ساتھ مضاف کیا گیا ہو (معرّف بالاضافۃ) اور (7)منادی (معرّف بالنّدا)۔

سوال نمبر 03:- ضمیر کیوں لائی جاتی ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- ضمیر لانے کا سبب :-

ضمیر لائی جاتی ہے مُقام کے متکلّم ، مُخاطَب یا غائب ہونے پر اختصار کے ساتھ دلالت کرنے کے لیے۔ جیسے:- " أَنَا رَجَوْتُکَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ " یعنی "میں اس معاملے میں آپ سے امید رکھتا ہوں" اور " أَنْتَ وَعَدْتَنِيْ بِاِنْجَازِہٖ " یعنی "آپ نے مجھ سے اسے پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے"۔

سوال نمبر 04:- خطاب میں اصل کیا ہے ؟

جواب:- خطاب میں اصل :-

خطاب میں اصل یہ ہے کہ یہ مُشاہَد (جسے دیکھا جاسکتا ہو) اور مُعیّن (مخصوص) شخص سے ہو۔

سوال نمبر 05:- کیا خطاب غیرِ مُشاہَد اور غیرِ مُعیّن کے لیے بھی آتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- غیر مشاہد و غیر معین کے لیے خطاب لانے کی صورت :-

جی ہاں! کبھی کبھی خطاب غیرِ مُشاہَد کے لیے بھی آتا ہے جب وہ دل میں حاضر ہو۔ جیسے:- " اِیَّاکَ نَعْبُدُ " یعنی "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" ، اور کبھی کبھی غیرِ مُعیّن کے لیے بھی آتا ہے جب خطاب کو عام کرنے کا مقصد ہو ہر اس شخص کے لیے جس سے خطاب کرنا ممکن ہو۔ جیسے " اَللَّئِیْمُ مَنْ اِذَا أَحْسَنْتَ اِلَیْهِ أَسَاءَ اِلَیْكَ " یعنی "کمینہ شخص جب تم اس کے ساتھ احسان کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ برا کرے گا"۔

سوال نمبر 06:- عَلَم کیوں لایا جاتاہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- عَلَم لانے کا سبب :-

عَلَم لایا جاتا ہے سامع کے ذہن میں معنی کو حاضر کرنے کے لیے اس (شے) کے خاص نام کے ساتھ۔ جیسے:- " وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ " یعنی "اور جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی دیواریں بلند کررہے تھے"۔

سوال نمبر 07:- عَلَم لانے کی دیگر اَغراض بیان کریں:-

جواب:- عَلَم لانے کی دیگر اَغراض :-

کبھی کبھی عَلَم کا قصد کیا جاتا ہے دوسری اَغراض کے لیے ، اور وہ درج ذیل ہیں۔

(1)اَلتَّعْظِیْمُ۔ جیسے:- " رَکِبَ سَیْفُ الدَّوْلَۃِ " یعنی "سلطنت کی تلوار سوار ہوا"۔

(2)اَلْاِھَانَۃُ (ذلیل کرنا)۔ جیسے:- " ذَھَبَ صَخْرٌ " یعنی "سنگدل گیا"۔

(3)کسی ایسے معنی کا کِنایہ کرنا جس کی لفظ صلاحیت رکھتا ہو۔ جیسے:- "تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ ﴿﴾ " یعنی "آگ والے کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے"۔

سوال نمبر 08:- اسم الاشارہ کیوں لایا جاتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- اسم الاشارہ لانے کا سبب :-

اسم الاشارۃ لایا جاتا ہے جب معنی کو حاضر کرنے کا یہی طریقہ متعیّن ہو۔ جیسے آپ کا کہنا:- "بِعْنِیْ ھٰذَا " یعنی "مجھے یہ بیچو" اس چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ جس کا آپ نہ نام جانتے ہو اور نہ وصف۔

سوال نمبر 09:- کس صورت میں اسم الاشارۃ دیگر اَغراض کے لیے لایا جاتا ہے ؟

جواب:- اسم الاشارۃ کے دیگر اَغراض کے لئے لائے جانے کی صورت :-

اگر اسم الاشارۃ کے معنی کو حاضر کرنے کے لئے کوئی طریقہ متعین نہ ہو ، تو اس صورت میں اسم اشارۃ دیگر اَغراض کے لیے لایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 10:- اسم الاشارۃ لانے کی دیگر اَغراض بیان کریں۔

جواب:- اسم الاشارۃ کی دیگر اَغراض :-

اسم الاشارۃ لانے کی دیگر اَغراض درج ذیل ہیں۔

(1)کسی چیز کے انوکھا ہونے کا اظہار کرنا۔ جیسے:-

كَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ أَعْيَتْ مَذَاهِبُهُ   وَ جَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا

هٰذَا الَّذِیْ تَرَکَ الْأَوْهَامَ حَائِرَةً   وَ صَیَّرَ الْعَالِمَ النِّحْرِیْرَ زِنْدِیْقًا

یعنی "کتنے ہی عقل والوں کے طریقِ معاش (یعنی روزگار کے ذرائع) ختم ہوگئے ، اور کتنے ہی جاہل ہیں جنہیں تم رزق دیا ہوا ملو گے۔ یہ وہ بات ہے جس نے عقلوں کو حیرت میں ڈال رکھا ہے ، اور مضبوط عالم بھی زندیق (کافر) ہوگئے"۔

(2)اس پر توجہ کو کامل کرنے کے لیے:- جیسے:-

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ   وَ الْبَیْتُ یَعْرِفُهُ وَ الْحِلُّ وَ الْحَرَمُ

یعنی "یہ وہ شخص ہے جس کی شان و شوکت کو بطحاء جانتا ہے ، اور بیت اللہ جانتا ہے اور حل اور حرم جانتا ہے"۔

(3)دوری اور نزدیکی میں اسکی حالت بیان کرنا۔ جیسے:- " هٰذَا یُوْسُفُ " یعنی "یہ یوسف ہے (نزدیکی میں)" اور " ذَاكَ أَخُوْهُ " یعنی "وہ اسکا بھائی ہے (دوری میں)"۔

(4)اَلتَّعْظِیْمُ۔ جیسے:- "اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ ﴿﴾ " یعنی "بے شک یہ قرآن ہدایت دیتا ہے اس راہ کی طرف جو سب سے زیادہ سیدھی ہے"۔

(5)اَلتَّحْقِیْرُ (حقارت ظاہر کرنا)۔ جیسے:- " أَ هٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِهَتَکُمْ ﴿﴾ " یعنی "کیا یہ تمہارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے (حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے متعلق ان کی قوم نے یہ کہا تھا، معاذ اللہ ، ثم معاذ اللہ)"۔

سوال نمبر11:- اسم الموصول کیوں لایا جاتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- اسم الموصول لانے کا سبب :-

اسم الموصول لایا جاتا ہے جب معنی کو حاضر کرنے کے لئے یہی طریقہ متعیّن ہو۔ جیسے آپ کا کہنا:- "أَلَّذِیْ کَانَ مَعَنَا أَمْسِ مُسَافِرٌ" یعنی "وہ جو کل ہمارے ساتھ تھا، وہی مسافر ہے"۔

سوال نمبر12:- کس صورت میں اسم الاموصول دیگر اَغراض کے لیے لایا جاتا ہے ؟

جواب:- اسم الموصول کے دیگر اَغراض کے لئے لائے جانے کی صورت :-

اگر اسم الموصول کے معنی کو حاضر کرنے کے لئے کوئی طریقہ متعین نہ ہو، تو اس صورت میں اسم الموصول دیگر اَغراض کے لیے لایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 13:- اسم الموصول لانے کی دیگر اغراض بیان کریں۔

جواب:- اسم الموصول لانے کی دیگر اغراض :-

اسم الموصول لانے کی دیگر اغراض درج ذیل ہیں۔

(1)أَلتَّعْلِیْلِ (علّت/سبب بیان کرنا)۔ جیسے:- "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝" یعنی "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے فردوس کے باغات ہیں مہمان نوازی کے طور پر"۔

(2)غیرِ مُخاطَب سے بات چھپانا۔ جیسے:-

وَ أَخَذْتُ مَا جَادَ الْأَمِیْرُ بِهِ وَقَضَیْتُ حَاجَاتِیْ کَمَا أَهْوَیٰ

یعنی "اور میں نے اسے لے لیا جس کے ساتھ امیر نے سخاوت کی، اور میری حاجتیں پوری ہو گئیں جیسی میری خواہش تھی"۔

(3)خطا پر تنبیہ کرنا۔ جیسے:-

إِنَّ الَّذِیْنَ تُرَوْنَهُمْ إِخْوَانَکُمْ یَشْفِي غَلِیْلَ صُدُورِهِمْ أَنْ تُصْرَعُوا

یعنی "بے شک وہ لوگ جنہیں تم اپنا بھائی سمجھتے ہو، ان کے سینے کا کینہ اس بات سے شفا پاتا ہے کہ تمہیں پچھاڑ دیا جائے"۔

(4)محکوم بہ (خبر) کے بڑا ہونے کو بیان کرنا۔ جیسے:-

إِنَّ الَّذِي سَمَكَ السَّمَاءَ بَنَی لَنَا بَیْتًا دَعَائِمُهُ أَعَزُّ وَ أَطْوَلُ

یعنی "بے شک وہی ذات جس نے آسمان کو بلند کیا اسی نے ہمارے لیے، ایک گھر بنایا جس کے ستون عزت والے اور بلند ہیں"۔

(5)معاملے کی عظمت میں بڑھائی یا حقارت میں ہولناکی کو بیان کرنا۔ جیسے:- "فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ۝" یعنی "تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا انہیں ڈھانپ لیا (عظمت میں بڑھائی)" اور "مَنْ لَّمْ یَدرِ حَقِیْقَةُ الْحَالِ قَالَ مَا قَالَ" یعنی "اور جو حقیقتِ حال نہیں جانتا وہ جو کہتا ہے، کہتا ہے (حقارت میں ہولناکی)"۔

(6)أَلتَّهَکُّمُ (مزاق اڑانا)۔ جیسے:- "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ ۝" یعنی "اے وہ ذات جس پر قرآن نازل کیا گیا آپ تو مجنون ہیں (حضورِ اکرم ﷺ سے مشرکین یہ کہا کرتے تھے ، معاذ اللہ ، ثم معاذ اللہ)"۔

سوال نمبر14:- وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بللام) کیوں لایا جاتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بللام) لانے کا سبب :-

وہ اسم جس نے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بللام) لایا جاتا ہے:-

(1)کسی چیز کی جنس کوحکایت (بیان) کرنے کے لئے- جیسے:- "أَلْإِنْسَانُ حَیْوَانٌ نَاطِقٌ" یعنی ""- اسے "الف لام جنسیہ کہتے ہیں ، یا

(2) جنس کے افراد میں سے معیّن افراد کو حکایت کرنے کے لیے۔ اسے "الف لام عہدیہ" کہتے ہیں۔ یہ افراد کا معین ہونا یا تو (1)اس کے ذکر کے پہلے گزر جانے سے ہوتا ہے۔ جیسے:- "كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ ﴿﴾" یعنی "جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجے۔ تو فرعون نے اس رسول کا حکم نہ مانا (اسے الف لام عہدِ خارجیہ کہتے ہیں)" ، یا تو (2)اس کے بذاتِ خود حاضر ہونے سے ہوتا ہے۔ جیسے:- "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴿﴾" یعنی "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا (اسے الف لام عہدِ حضوریہ کہتے ہیں)" ، یا پھر (3) سامع کے اس کو پہلے سے جاننے کے سبب سے ہوتا ہے۔ جیسے:- "اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴿﴾" یعنی "جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے (اسے الف لام عہدِ ذہنیہ کہتے ہیں)" ، یا پھر

(3) جنس کے تمام افراد کو بیان کرنے کے لیے۔ اسے "الف لام اِستِغراقیہ" کہتے ہیں۔ جیسے:- "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ ﴿﴾" یعنی "بے شک تمام کے تمام انسان ضرور خسارے میں ہیں"۔

سوال نمبر15:- کیا وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بلام) سے کسی فردِ واحد کی حکایت بھی کی جاتی ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بلام) سے کسی فردواحد کی حکایت کی صورت :-

جی ہاں کبھی کبھی الف لام سے جنس کے کسی فرد کی طرف اشارہ کرنا مراد ہوتا ہے۔ جیسے:-

وَ لَقَدْ أَمُرُّ عَلَى اللَّئِيْمِ يَسُبُّنِيْ   فَمَضَيْتُ ثَمَّةُ قُلْتُ لَا يَعْنِيْنِيْ

یعنی "میں ایک کمینے کے پاس سے گزرا جو مجھے گالی دے رہا تھا ، تو میں وہاں سے گزر گیا اور میں نے مراد لیا کہ وہ مجھے گالی نہیں دے رہا تھا"۔

سوال نمبر16:- وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بلام) کس صورت میں قصر کا فائدہ دیتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بلام) کے قصر کا فائدہ دینے کی صورت :-

اگر وہ اسم جسے الف لام سے آراستہ کیا گیا ہو (معرّف بلام) خبر واقع ہو ، تو یہ قصر (یعنی بعد کے حکم کے خبر کے ساتھ خاص ہونے) کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے:- "وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿﴾" یعنی "وہی بخشنے والا اور مہربان ہے"۔

سوال نمبر17:- وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) کیوں لایا جاتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) لانے کا سبب :-

وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) اسے لایا جاتا ہے جب معنی کو حاضر کرنے کے لیے کوئی اور طریقہ بھی متعیّن ہو۔ جیسے:- "كِتَابُ سِيْبَوَيْهِ" یعنی "سیبویہ کی کتاب"۔

سوال نمبر18:- وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) کس صورت میں دیگر اَغراض کے لیے لایا جاتا ہے ؟

جواب:- وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) کے دیگر اَغراض کے لئے لانے جانے کی صورت :-

جب اس اسم جو معرفہ کی طرف مضاف ہو (معرّف بالاضافۃ) کے معنی کو حاضر کرنے کے لئے کوئی بھی طریقہ متعیّن نہ ہو ، تو اس صورت میں اسے دیگر اَغراض کے لیے لایا جاتا ہے۔

سوال نمبر19:- وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) کی دیگر اَغراض بیان کریں۔

جواب:- وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) کی دیگر اَغراض :-

وہ اسم جسے معرفہ کی جانب مضاف کیا گیا (معرّف بالاضافۃ) کی دیگر اَغراض درج ذیل ہیں۔

(1)گننے کا مشکل یا ناممکن ہونا۔ جیسے:- "أَجْمَعَ أَهْلُ الْحَقِّ عَلَى كَذَا" یعنی "اہلِ حق نے اس بات پر اجماع کیا"۔

(2) بعض کو بعض پر مقدم کرنے کے معاملے سے نکلنے کے لیے۔ جیسے:- "حَضَرَ أُمَرَاءُ الْجُنْدِ" یعنی "لشکر کے سردار آگئے"۔

(3) تعظیم کے لئے (1) مضاف کی۔ جیسے:- "كِتَابُ السُّلْطَانِ حَضَرَ" یعنی "سلطان کا خط موجود ہے"، یا (2) مضاف اِلَیہ کی۔ جیسے:- "هٰذَا خَادِمِيْ" یعنی "یہ میرا خادم ہے"، یا پھر (3) ان دونوں کے غیر کے لئے۔ جیسے:- "أَخُوْ الْوَزِيْرِ عِنْدِيْ" یعنی "وزیر کا بھائی میرے پاس ہے"۔

(4) تحقیر کے لئے (1) مضاف کی۔ جیسے:- "هٰذَا ابْنُ اللِّصِّ" یعنی "یہ چور کا بیٹا ہے"، یا (2) مضاف اِلَیہ کی۔ جیسے:- "أَللِّصُّ رَفِيْقُ هٰذَا" یعنی "چور اس کا دوست ہے"، یا پھر (3) ان دونوں کے غیر کی۔ جیسے:- "أَخُوْ اللِّصِّ عِنْدَ عَمْرٍو" یعنی "چور کا بھائی عمرو کے پاس ہے"۔

(5) مُقام کی تنگی کے سبب کلام کو مختصر کرنا۔ جیسے:-

هَوَايَ مَعَ الرَّكْبِ الْيَمَانِيْنَ مُصْعِدُ　　　جَنِيْبٌ وَ جُثْمَانِيْ بِمَكَّةَ مُوْثَقُ

یعنی "میری خواہش (میرا محبوب) یمنی گھڑ سواروں کے ساتھ جا رہا ہے پیچھے پیچھے حالانکہ میرا جسم مکہ میں جکڑا ہوا ہے"، بجائے اس کے کہ وہ کہے:- "أَلَّذِيْ أَهْوَاهُ" یعنی "وہ جس کی میں خواہش رکھتا ہوں"۔

سوال نمبر 20:- مُنادیٰ کیوں لایا جاتا ہے ؟ نیز مُنادیٰ کے ذریعے کن اَعلال و اَغراض کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- مُنادیٰ لانے کا سبب:-

مُنادیٰ لایا جاتا ہے جب مُخاطَب کے لیے کوئی خاص عنوان نہ ہو (یعنی مُخاطَب کا خاص نام یا خاص اسم معلوم نہ ہو)۔ جیسے:- "يَا رَجُلُ" یعنی "اے مرد!"۔

مُنادیٰ کے ذریعے اَعلال و اَغراض کی جانب اشارہ:-

کبھی کبھی اسے اس علّت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لایا جاتا ہے جو اس (پر آنے والی) ندا کو مطلوب ہوتی ہے۔ جیسے:- "يَا غُلَامُ أَحْضَرَ الطَّعَامَ" یعنی "اے غلام! کھانا حاضر کرو!" یا پھر کسی ایسی غرض کی وجہ سے جن کا اعتبار کرنا یہاں ممکن ہو ان میں سے جو گزریں (یعنی معرفہ کی دیگر اقسام کی جتنی بھی اَغراض پیچھے گزری ان میں سے جن کا اعتبار کرنا یہاں ممکن ہے، ان اَغراض کی جانب اس کے ذریعے اشارہ کیا جاسکتا ہے)۔

سوال نمبر 21:- نکرہ کیوں لایا جاتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- نکرہ لانے کا سبب:-

نکرہ اس وقت لایا جاتا ہے جب مَحَكِّيْ عَنْهُ (جس کی حکایت کی جارہی ہے، اس) کے لئے تعریف (یعنی معرفہ لانے کی) کوئی جہت (صورت) ہی نہ ہو۔ جیسے:- "جَاءَ هَاهُنَا رَجُلٌ" یعنی "یہاں کوئی مرد آیا تھا" اس وقت کہا جاتا ہے جب عَلَم، صلہ یا ان جیسوں میں سے کوئی ایسی چیز معروف نہ ہو جس سے اس کی تعریف کی جاسکے۔

سوال نمبر 22:- نکرہ لانے کی دیگر اَغراض مع المثال بیان کریں۔

جواب:- نکرہ لانے کی دیگر اَغراض:-

کبھی کبھی اسے دیگر اَغراض کے لیے بھی لایا جاتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں۔

(1) أَلتَّكْثِيْرُ وَ التَّقْلِيْلُ (کثرت و قلّت بیان کرنا)۔ جیسے:- "لِفُلَانٍ مَالٌ، أَيْ مَالٌ كَثِيْرٌ" یعنی "فلاں کے پاس مال ہے، یعنی بہت مال ہے (کثرت کی مثال)" اور "رِضْوَانٌ مِّنَ اللهِ اَكْبَرُ ﴿﴾، أَيْ رِضْوَانٌ قَلِيْلٌ" یعنی "اللہ کی خوشنودی سب سے بڑی چیز ہے، یعنی تھوڑی خوشنودی (قلّت کی مثال)"۔

(2) أَلتَّعْظِيْمُ وَ التَّحْقِيْرُ (تعظیم اور حقارت ظاہر کرنا)۔ جیسے:-

لَهٗ حَاجِبٌ عَنْ كُلِّ أَمْرٍ يَشِيْنُهٗ　　　وَ لَيْسَ لَهٗ عَنْ طَالِبِ الْعُرْفِ حَاجِبٌ

یعنی "اس کے لیے ہر اس معاملے سے جو اس کو عیب دار کرے ایک پردہ (یعنی بہت بڑی رکاوٹ) ہے (پردے کی تعظیم) ، اور اس کے لیے بھلائی چاہنے والے سے کوئی پردہ (یعنی رکاوٹ) نہیں (پردے کی تحقیر)۔

(3)نفی کے بعد عُموم (یعنی نفی کے بعد کسی بات کو عام کرنے کے لیے نکرہ لانا ، یعنی نکرہ کو مبتدا) لانا۔ جیسے:- " مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ ﴿﴾ " یعنی "ہمارے پاس کوئی خوشخبری سنانے والا نہیں آیا" ، کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ نکرہ تَحْتَ النَّفْیْ (یعنی نفی کے بعد) عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

(4)فردِ معیّن یا نوعِ معیّن کا قصد (ارادہ) کرنا۔ جیسے:- " وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ﴿﴾ " یعنی "اللہ نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا"۔

(5)معاملہ چھپانا۔ جیسے:- " قَالَ رَجُلٌ إِنَّكَ اِنْحَرَفْتَ عَنِ الصَّوَابِ " یعنی "مرد نے کہا بے شک آپ تو حق سے پھر گئے ہیں" ، جس شخص کے بارے میں کہہ رہا ہے اس کا نام چھپایا یہاں تک کہ اسے تکلیف نہ ہو۔

اَلْباب الْخامس فی الاطلاق والتّقیید :-

سوال نمبر 01:- کس صورت میں حکم مطلق ہوتا ہے ؟

جواب:- حکم کے مطلق ہونے کی صورت :-

جب جملہ میں مُسندِاِلَیہ اور مُسند کے ذکر پر اِکتِفا کرنا ہو ، تو حکم مطلق ہے۔

سوال نمبر 02:- کس صورت میں حکم مقیّد ہوتا ہے ؟

جواب:- حکم کے مقیّد ہونے کی صورت :-

جب جملہ میں مُسندِاِلَیہ اور مُسند پر کسی ایسی چیز کی زیادتی کی جائے جو ان دونوں سے یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتی ہے ، تو حکم مقیّد ہوتا ہے۔

سوال نمبر 03:- اِطلاق کب درست ہوتا ہے ؟

جواب:- اِطلاق کی درستگی :-

اِطلاق درست ہوتا ہے جب حکم کو کسی بھی صورت کے ساتھ مقیّد کرنے کی غرض کا تعلق نہ ہو (یعنی کسی بھی صورت کے ساتھ اس کو مقیّد کرنے کی غرض نہ ہو) ، تاکہ سامع چلا جائے اس میں ہر ممکن راستے کی طرف (یعنی سننے والا اس سے جو کچھ مراد لے سکتا ہو ، وہ لے لے)۔

سوال نمبر 04:- تقیید کب درست ہوتی ہے ؟

جواب:- تقیید کی درستگی :-

تقیید درست ہوتی ہے جب حکم کو کسی مخصوص صورت کے ساتھ مقیّد کرنے کی غرض ہو ، ایسی غرض کہ جس کی رعایت کیے بغیر مطلوبہ فائدہ فوت ہوجائے گا۔

سوال نمبر 05:- تقیید کون کون سے کلمات کے ذریعے ہوتی ہے ؟

جواب:- تقیید کے آدوات :-

ان مذکورہ کلمات کے ذریعے تقیید ہوتی ہے۔ مفاعیل اور ان جیسی چیزیں (جیسے کہ حال ، تمییز اور اِستِثناء) ، نواسخ ، شرط ، نفی ، توابع اور ان کے علاوہ دیگر کلمات سے۔

سوال نمبر 06:- مفاعیل اور ان جیسی چیزوں کے ذریعے تقیید کس طرح ہوتی ہے ؟

جواب:- مفاعیل اور ان جیسی چیزوں کے ذریعے تقیید:-

مفاعیل اور ان جیسی چیزوں کے ذریعے تقیید ہوتی ہے بیان کرنے کے لیے (1)فاعل کی نوع (یعنی مفعول مطلق) ، یا (2)اسے جس پر فعل واقع ہوا (یعنی مفعول بہ) ، یا (3)اسے جس میں فعل واقع ہوا (یعنی مفعول فیہ) ، یا (4)اسے جس کے سبب سے فعل واقع ہوا (یعنی مفعول لہ) ، یا (5)اسے جس کے ساتھ فعل واقع ہوا (یعنی مفعول معہ) ، یا (6)ذات اور ھیئت کے اِبہام کو دور کرنے کے لیے (یعنی تمیز) یا پھر (7)حکم کے اس کو شامل نہ ہونے کے بیان کے لئے (یعنی مُستثنیٰ)۔

سوال نمبر 07:- کیا قُیودات کا کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے ؟ مثال سے واضح فرمائیں۔

جواب:- قُیودات کے فوائد:-

جی ہاں! یہ قُیودات (قیدیں) فائدے کا مُقام ہوتی ہے ، ان کے بغیر کلام جھوٹا ہوجاتا ہے یا مقصود بالذّات نہیں رہتا (یعنی بے مقصد ہو جاتا ہے)۔ جیسے:-

" وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿﴾ " یعنی "اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو کھیل کے طور پرنہیں بنایا" بس بے شک یہاں پر " لٰعِبِیْنَ " کی قید نفی کر رہی ہے اللہ عزوجل کی تمام تر تخلیقات کے کھیل کے طور پر ہونے کی ، پس اگر یہاں اس کی قید نہ لگائی جاتی تو یہ کلام اللہ تعالیٰ کی تمام تر تخلیقات کی مطلق نفی کے سبب سے ضروری طور پر جھوٹا ہوتا۔

سوال نمبر 08:- نواسخ کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- نواسخ:-

نواسخ بعد میں آنے والے افعال یا حروف کو کہتے ہیں جو پہلے آنے والے مبتدا یا خبر کے حکم کو منسوخ کرد یتے ہیں۔

سوال نمبر 09:- نواسخ کے ذریعے تقیید کس طرح ہوتی ہے ؟

جواب:- نواسخ کے ذریعے تقیید:-

نواسخ کے ذریعے تقیید ایسی اَغراض کے لئے ہوتی ہے جن کو الفاظِ نواسخ کے معنی ہی ادا کرتے ہیں (یعنی ان الفاظ کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہوسکتا)۔

جیسے:- (1)اِستمرار (کسی چیز کے مسلسل ہونے) کا بیان ، یا (2)حکایت کرنے کے لئے (I) زمانے کو " کَانَ " میں ، اور (II)وقت کومعین زمانے کے ساتھ " ظَلَّ "، " بَاتَ " ، " أَصْبَحَ " ، " أَمْسَى " اور " أَضْحَى " میں ، یا (III)وقت کو معین حالت کے ساتھ " دَامَ " میں ، اور (2)قریب ہونے کے معنی ہیں " كَادَ " ، " كَرَبَ " اور " أَوْشَكَ " میں اور (3)یقین کا معنی ہے " وَجَدَ " ، " أَلْفَى " ، " دَرَى " اور " تَعَلَّمَ " میں ، اور اسی طرح آپ چلتے جائیں۔

سوال نمبر 10:- نواسخ میں جملہ کن اجزاء سے منعقد ہوتا ہے ؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب:- نواسخ میں جملہ کا اجزاء سے انعقاد:-

نواسخ میں جملہ اسم اور خبر سے ، یا فقط دو مفعولوں سے منعقد ہوتا ہے۔ پس اگر آپ نے کہا:- " ظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا " یعنی "میں نے زید کو کھڑا ہوا گمان کیا" ، تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ "گمان کے مطابق زید کھڑا ہے"۔

سوال نمبر 11:- شرط کے ذریعے تقیید کس طرح ہوتی ہے ؟

جواب:- شرط کے ذریعے تقیید:-

شرط کے ذریعے تقیید ایسی اَغراض کیلئے ہوتی ہے جن کو اَدواتِ شرط کے معنی ہی ادا کرتے ہیں۔ جیسے:- (1)زمانے کا معنی ہے " مَتَى " اور " أَيَّانَ " میں ، اور (2)مکان کے معنی ہیں " أَيْنَ " ، " أَنَّى " اور " حَيْثُمَا " میں اور (3)حال (حالت) کے معنی ہیں " كَيْفَمَا " میں۔

سوال نمبر 12:- آدواتِ شرط کی مکمل بحث اور ان کے درمیان فرق کی تحقیق کون سے علم میں جانی جاتی ہے ؟

جواب:- آدواتِ شرط اور ان کے درمیان تحقیق الفرق کی مکمل بحث :-

آدواتِ شرط کی مکمل بحث اور ان کے درمیان فرق کی تحقیق "علم النّحو" میں جانی جاتی ہے۔

سوال نمبر 13:- اس علم میں کون کون سے آدواتِ شرط کے متعلق گفتگو کی گئی ہے اور کیوں ؟

جواب:- علم البلاغۃ میں بیان کردہ آدواتِ شرط اور ان کے بیان کا سبب :-

یہاں "اِنْ "، "اِذَا " اور " لَوْ " کے متعلق گفتگو کی گئی ہے ان کی ایسی چند زائد خصوصیات کے سبب سے جن کو ہم بلاغۃ کی صورتوں میں شمار کرتے ہیں (یعنی ان آدوات میں کچھ ایسی زائد خصوصیات پائی جاتی ہیں جو کہ علوم البلاغۃ سے تعلق رکھتی ہیں)۔

سوال نمبر 14:- " اِنْ " ، " اِذَا " اور " لَوْ " کن کن افعال کی شرط کے لئے لائے جاتے ہیں ؟ نیز، یہ کن افعال کے ساتھ خاص ہیں اور کیوں ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- "اِنْ " ، "اِذَا " اور "لَوْ " کا استعمال اور ان کی افعال کے ساتھ خصوصیت :-

" اِنْ " اور " اِذَا " اِستقبال میں شرط کے لئے آتے ہیں اور " لَوْ " ماضی میں شرط کے لیے آتا ہے۔ لفظ میں اصل یہ ہے کہ وہ معنی کی اِتّبَاع (یعنی پیروی) کرے۔ لہذا ، فعلِ مضارع " اِنْ " اور " اِذَا " ، اور فعلِ ماضی " لَوْ " کے ساتھ آتا ہے۔ ان تینوں کی بالترتیب مثال:- " وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ ﴿﴾ " یعنی " اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد اس پانی سے پوری کی جائے گی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا" ، " وَ اِذَا تُرَدُّ اِلٰى قَلِیْلٍ تَقْنَعُ " یعنی "اور جب تم قلیل کی طرف جاؤ تو قناعت کرو" اور " وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿﴾ " یعنی "اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا"۔

سوال نمبر 15:- " اِنْ " اور " اِذَا " کے درمیان فرق بالتفصیل مع مثال بیان کریں۔

جواب:- "اِنْ " اور "اِذَا " کے درمیان فرق :-

" اِنْ " اور " اِذَا " کے درمیان فرق یہ ہے کہ جب " اِنْ " کے ساتھ شرط واقع ہوگی تو اس (معاملے) کا یقینی نہ ہونا شرط ہے (یعنی احتمال ہوگا) ، اور " اِذَا " کے ساتھ یقینی ہونا شرط ہے۔ لہذا ، اکثر طور پر ماضی کا استعمال " اِذَا " کے ساتھ ہوتا ہے (کہ یہ یقینی ہوتا ہے ، کیونکہ ماضی میں یہ کام ہوچکا ہوتا ہے)۔ تو شرط بالفعل واقع ہوتی ہے (یعنی واقع ہوچکی ہوتی ہے) برخلاف " اِنْ " کے۔ پس اگر آپ نے کہا:- " اِنْ أَبْرَءْ مِنْ مَرَضِیْ أَتَصَدَّقْ بِأَلْفِ دِیْنَارٍ " یعنی "اگر میں اپنے مرض سے بری ہوگیا، تو میں ایک ہزار دینار صدقہ کروں گا"، تو آپ اپنے مرض سے بری ہونے میں شک میں ہوں گے ، اور اگر آپ کہیں گے:- " اِذَا بَرَئْتُ مِنْ مَرَضِیْ تَصَدَّقْتُ " یعنی "جب میں اپنے مرض سے بری ہو گیا تو میں صدقہ دوں گا"، تو آپ کو اپنے مرض سے بری ہونے میں یقین ہوگا یا آپ یقین کے قریب ہوں گے۔اسی کے مطابق پس نادر (قلیل) احوال " اِنْ " اور کثیر احوال " اِذَا " کے ساتھ آتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ عزوجل کے فرمان میں:- " فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ-وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ " یعنی "تو جب انہیں بھلائی ملتی تو کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو اسے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے"، نیکی کے آنے کے محقّق (سچا) ہونے کی وجہ سے ، اس سے مطلق نیکی مراد لی گئی جو کہ مکمل جنس کو شامل ہے ، جیسا کہ تم نے "الف لام جنسیہ" کی تعریف میں جان لیا۔ تو اسے " اِذَا " کے ساتھ ذکر کیا گیا اور اسے ماضی سے تعبیر کیا گیا ، اور برائی کے آنے کے نادر ہونے کی وجہ سے ، یہاں پر برائی کی ایک خاص قسم مراد ہے ، جیسا کہ اس کو نکرہ لانے سے سمجھ آ رہا ہے ، اور وہ " أَلْجَدْبُ " یعنی "قحط سالی" ہے۔ تو اسے " اِنْ " کے ساتھ ذکر کیا گیا اور مضارع سے تعبیر کیا گیا۔ اس آیت میں ان لوگوں کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں کہ نعمتوں کا انکار کرنا اور حضرت موسی علیہ السّلام پر الزام کی شدت کرنا جو کہ پوشیدہ نہیں۔

سوال نمبر16:- "لَوْ" کون سے فعل کی شرط کے لیے لایا جاتا ہے ؟ نیز کون سا فعل اس کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- **"لَوْ" کا استعمال اور اس کا فعل کے ساتھ ملاپ:-**

"لَوْ" ماضی میں شرط کے لیے آتا ہے۔ لہذا ، اس کو فعلِ ماضی ملا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے:- "وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ﴿﴾" یعنی "اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا"۔

سوال نمبر17:- جملۂ شرطیہ میں مقصود بالذّات کیا ہوتا ہے ؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب:- **مقصود بالذّات:-**

جملۂ شرطیہ میں مقصود بالذّات "جوابِ شرط" ہوتا ہے۔ پس اگر آپ نے کہا:- "اِنِ اجْتَهَدَ زَيْدٌ اَكْرَمْتُهُ" یعنی "اگر زید کوشش کرے تو میں اس کی عزت کروں گا" ، تو گویا کہ آپ خبر دے رہے ہیں کہ عنقریب آپ اس کی عزت کریں گے ، مگر یہ عزت کوشش کے حصول کی حالت میں ہوگی ، نہ کہ عام حالت میں (یعنی عزت کے لئے کوشش شرط ہے)۔

سوال نمبر18:- کیا جملۂ شرطیہ کو جملۂ خبریہ یا جملۂ انشائیہ میں شمار کیا جاسکتا ہے ؟

جواب:- **جملۂ شرطیہ کا جملۂ خبریہ یا جملۂ انشائیہ میں شمار:-**

جی ہاں! جملۂ شرطیہ کو اس کے جواب (یعنی جوابِ شرط) کے اعتبار سے جملۂ خبریہ یا جملۂ انشائیہ میں شمار کیا جاسکتا ہے (یعنی اگر جوابِ شرط جملۂ خبریہ ہو ، تو اسے جملۂ خبریہ میں اور جوابِ شرط اگر جملۂ انشائیہ ہو تو اسے جملۂ انشائیہ میں شمار کیا جاسکتا ہے)۔

سوال نمبر19:- نفی کے ذریعے تقیید کس طرح ہوتی ہے ؟

جواب:- **نفی کے ذریعے تقیید:-**

نفی کے ذریعے تقیید مخصوص انداز پر نسبت کے سلب ہونے سے ہوتی ہے ان میں سے جن کو صرف حروفِ نفی مقید بناتے ہیں۔

سوال نمبر20:- حروفِ نفی کتنے اور کون کون سے ہیں ؟

جواب:- **حروفِ نفی:-**

حروفِ نفی چھ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (1) لَا ، (2) مَا ، (3) اِنْ ، (4) لَنْ ، (5) لَمْ اور (6) لَمَّا۔

سوال نمبر21:- کس حرفِ نفی سے کس چیز کی نفی کی جاتی ہے ؟ نیز ، ان کی شرائط مع المثال بیان کریں۔

جواب:- **حروفِ نفی کا استعمال مع شرائط:-**

"لَا" مطلق (یعنی تمام زمانوں کی) نفی کے لئے آتا ہے ، "مَا" اور "اِنْ" حال کی نفی کے لئے آتے ہیں اگر یہ دونوں مضارع پر داخل ہوں ، "لَنْ" مستقبل کی نفی کے لئے آتا ہے اور "لَمْ" اور "لَمَّا" ماضی کی نفی کے لئے آتے ہیں ، مگر یہ کہ "لَمَّا" تکلّم (ماضی قریب) کے زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے اور یہ متوقّع ہونے کے ساتھ خاص ہوتا ہے (یعنی اس کے حصول کی امید ہوتی ہے)۔ اسی مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے پس نہیں کہا جائے گا:- "لَمَّا يَقُمْ زَيْدٌ ثُمَّ قَامَ" یعنی "زید ابھی کھڑا نہیں ہوا پھر کھڑا ہوا تھا" اور "لَمَّا يَجْتَمِعُ النَّقِيْضَانِ" یعنی "ابھی دو ضدیں جمع نہیں ہوئی" ، کہ جیسے کہا جاتا ہے:- "لَمْ يَقُمْ ثُمَّ قَامَ" یعنی "وہ کھڑا نہیں ہوا تھا پھر کھڑا ہوا" اور "لَمْ يَجْتَمِعَا" یعنی "وہ دونوں جمع نہیں ہوئیں تھیں"۔

سوال نمبر22:- " لَمَّا " نفی میں استعمال ہونے کے اعتبار سے اِثبات میں کس لفظ کے استعمال ہونے کے مُقابِل ہے ؟ اور اس صورت میں جس لفظ کی نفی کی جارہی ہے اس کا کیا حکم ہے ؟ مثال کے سے واضح کریں۔

جواب:- نفی کے مُقابِل اِثبات میں استعمال ہونے والا لفظ:-

" لَمَّا " نفی میں ، اِثبات میں " قَدْ " کے مُقابل آتا ہے (یعنی جس طرح " لَمَّا " نفی میں استعمال ہوتا ہے ، بالکل اسی طرح " قَدْ " اِثبات میں استعمال ہوتا ہے) ، اور اس وقت اس " لَمَّا " کے ساتھ نفی کیاجانے والا لفظ حال کے قریب ہوتا ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں ہے:- " لَمَّا يَجِئْ مُحَمَّدٌ فِيْ الْعَامِ الْمَاضِي " یعنی "محمد گزشتہ سال نہیں آیا تھا" (کیونکہ " لَمَّا " ماضی قریب کے لیے آتا ہے)۔

سوال نمبر23:- توابع کے ذریعے تقیید کس طرح ہوتی ہے ؟

جواب:- توابع کے ذریعے تقیید:-

توابع کے ذریعے تقیید ان اَغراض کے لیے ہوتی ہے جو ان توابع کے لیے مقصود ہوتی ہیں۔

سوال نمبر24:- نعت (صفت) کیوں لائی جاتی ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- نعت (صفت) :-

نعت (صفت) لائی جاتی ہے (1) اَلتَّمْيِيْزُ (ممتاز کرنے) کے لیے۔ جیسے:- " حَضَرَ عَلِيٌّ الْكَاتِبُ " یعنی "علی آیا جو کاتب ہے" ، (2) اَلْكَشْفُ (واضح کرنے) کے لئے۔ جیسے:- "اَلْجِسْمُ الطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ يَشْغُلُ حَيِّزًا مِّنَ الْفَرَاغِ " یعنی "وہ جسم جو لمبا چوڑا گہرا ہو خالی جگہ کو بھر دیتا ہے" ، (3) اَلتَّأْكِيْدُ (پختگی) کے لئے۔ جیسے:- " تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ﴿﴾ " یعنی "یہ مکمل دس ہیں" ، (4) اَلْمَدْحُ (تعریف) کے لئے۔ جیسے:- " حَضَرَ خَالِدٌ الْهُمَّامُ " یعنی "خالد حاضر ہوا جو مضبوط ارادے والا ہے" ، (5) اَلذَّمُّ (برائی) کے لئے۔ جیسے:- " وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿﴾ " یعنی "اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے" اور (6) اَلتَّرَحُّمُ (رحم طلب کرنے) کے لئے۔ جیسے:- " اِرْحَمْ اِلٰى خَالِدِنِ الْمِسْكِيْنِ " یعنی "خالد پر رحم کرو جو مسکین ہے"۔

سوال نمبر25:- عطف البیان کیوں لایا جاتا ہے ؟ مثال کے ساتھ بیان کریں۔

جواب:- عطف البیان :-

عطف البیان کو لایا جاتا ہے (1) صرف وضاحت کے لیے۔ جیسے:- " أَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ " یعنی "ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی" یا (2) تعریف کے ساتھ وضاحت کے لیے۔ جیسے:- " جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ﴿﴾ " یعنی "اللہ نے کعبہ کو حرمت والا گھر بنایا لوگوں کے لیے قیام گاہ کے طور پر"۔

سوال نمبر26:- عطف البیان میں وضاحت کے لئے کیا چیز کافی ہے ؟

جواب:- عطف البیان میں ضاحت کے لئے اکتفا:-

وضاحت میں اتنا کافی ہے کہ جزِ ثانی جزِ اول کی وضاحت کرے ، اگرچہ الگ الگ کرنے کی صورت میں پہلا دوسرے جز سے کچھ زیادہ واضح نہ ہو (یعنی دونوں اجزاء کے ملنے کی صورت میں تو دوسرا جز پہلے جز کی وضاحت کر رہا ہو ، لیکن جب دونوں کو جدا کر دیا جائے تو اس صورت میں دوسرا جز پہلے جز کی وضاحت نہ کر رہا ہو)۔ جیسے:- " عَلِيٌّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ " یعنی "علی زین العابدین ہے"۔

سوال نمبر27:- عطفِ نسق کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- عطفِ نسق:-

عطفِ نسق عطف بالحروف (یعنی حروف کے ذریعے عطف) کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر28:- عطفِ نسق کیوں لایا جاتا ہے ؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب:- عطفِ نسق (عطف بالحروف) :-

عطفِ نسق لایا جاتا ہے ان اغراض کے لیے جو حروفِ عطف سے ادا ہوتی ہیں۔ جیسے:- فاء میں ترتیب (یعنی ایک کے پیچھے دوسرا فوراً آنا) کے ساتھ تَعْقِیْب (یعنی ایک کے پیچھے دوسرا کچھ وقفے سے آنا) پائی جاتی ہے اور "ثُمَّ" تاخیر پر دلالت کرتا ہے (یعنی اس بات پر کہ پہلے ایک کام ہوتا ہے پھر دوسرا)۔

سوال نمبر29:- بدل کیوں لایا جاتا ہے ؟ مثالوں سے واضح کریں۔

جواب:- بدل :-

بدل وضاحت اور پختگی کی زیادتی کے لیے لایا جاتا ہے۔ جیسے:- " قَدِمَ اِبْنِیْ عَلِیٌّ " یعنی "میرا بیٹا آیا علی" بدلِ کُل میں ، " سَافَرَ الْجُنْدُ أَغْلَبَهُ " یعنی "لشکر نے سفر کیا ان میں سے اکثر نے" بدلِ بعض میں ، اور " نَفَعَنِیْ الأُسْتَاذُ عِلْمُهُ " یعنی "مجھے استاد نے فائدہ دیا اس کے علم نے" بدلِ اشتمال میں۔

اَلباب السّادس فی القصر :-

سوال نمبر01:- قصر کسے کہتے ہیں ؟

جواب:- قصر:-

ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ مخصوص طریقے سے خاص کر دینے کو "قصر" کہتے ہیں۔

سوال نمبر02:- قصر کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں ؟

جواب:- قصر کی اقسام:-

قصر کی دو اقسام ہیں۔ (1)قصرِ حقیقی اور (2)قصرِ اضافی۔

سوال نمبر03:- قصرِ حقیقی سے کیا مراد ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- قصرِ حقیقی:-

وہ قصر جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کرنا واقع اور حقیقت کے اعتبار سے ہو ، نہ کہ کسی دوسری چیز کی طرف اضافت کے اعتبار سے۔ جیسے:- " لَا کَاتِبَ فِیْ الْمَدِیْنَةِ اِلَّا عَلِیٌّ " یعنی "شہر / مدینہ میں کوئی لکھنے والا نہیں مگر علی" یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب شہر میں لکھنے والوں میں سے علی کے سوا کوئی نہ ہو۔

سوال نمبر04:- قصرِ اضافی سے کیا مراد ہے ؟ مثال کے ساتھ بیان کریں۔

جواب:- قصرِ اضافی:-

وہ قصر جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کرنا کسی معیّن چیز کی طرف اضافت کے اعتبار سے ہو۔ جیسے:- " مَا عَلِیٌّ اِلَّا قَائِمٌ " یعنی "علی نہیں مگر کھڑا ہوا" ، یعنی بے شک اس کے لئے کھڑے ہونے کی صفت ہے ، نہ کہ بیٹھنے کی ، اور غرض نہیں ہے اس سے تمام صفات کی نفی کی ، سوائے کھڑے ہونے کی صفت کی۔

سوال نمبر 05:- قصرِ حقیقی اور قصرِ اضافی میں کیا فرق ہے ؟

جواب:- <u>**قصرِ حقیقی اور قصرِ اضافی کے مابین فرق :-**</u>

دونوں کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ قصرِ حقیقی میں جس چیز کا قصر کیا جا رہا ہے اس سے تمام صفت کی نفی ہوتی ہے۔ جیسے:- " لَا کَاتِبَ فِیْ الْمَدِیْنَةِ اِلَّ عَلِیٌّ " یعنی "شہر / مدینہ میں کوئی لکھنے والا نہیں مگر علی" ، مطلب تمام صفات کی نفی ہو رہی ہے کہ اس شہر میں علی کے سوا ایک بھی شخص لکھنے والا نہیں ہے ، جبکہ قصر اضافی میں اس سے صرف اسی صفت کی نفی ہوتی ہے جو اس صفت کے مُقابِل (ضد) میں آتی ہے۔ جیسے:- " مَا عَلِیٌّ اِلَّا قَائِمٌ " یعنی "علی نہیں مگر کھڑا ہوا" ، یعنی کہ اس سے تمام تر صفات مثلاً کھانا ، پینا اور سونا وغیرہ کی نفی نہیں کی گئی بلکہ فقط بیٹھنے کی صفت کی نفی کی گئی جو کہ کھڑے ہونے کے مُقابِل آتی ہے۔

سوال نمبر 06:- قصرِ حقیقی اور قصرِ اضافی کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں ؟ مثال کے ساتھ بیان کریں۔

جواب:- <u>**قصرِ حقیقی اور قصرِ اضافی کی اقسام :-**</u>

قصرِ حقیقی اور قصرِ اضافی کی دو اقسام ہیں۔ (1) موصوف پر صفت کا قصر۔ جیسے:- "لَا فَارِسَ اِلَّا عَلِیٌّ " یعنی "کوئی شہسوار نہیں مگر علی" اور (2) صفت پر موصوف کا قصر۔ جیسے:- "وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۞ " یعنی "محمدؐ نہیں مگر رسول" تو ممکن ہے ان پر موت کا آنا۔

سوال نمبر 07:- مُخاطَب کے حال کے اعتبار سے قصرِ اضافی کی کتنی اقسام ہیں ؟

جواب:- <u>**مُخاطَب کے حال کے اعتبار سے قصرِ اضافی کی اقسام :-**</u>

مُخاطَب کے حال کے اعتبار سے قصرِ اضافی کی تین اقسام ہیں۔ (1) مفرد کا قصر ، جب مُخاطَب کو شرکت کا اِعتِقاد (یقین) ہو (یعنی مُخاطَب کو اس بات کا یقین ہو کہ یہ کام کئی افراد نے کیا ہے ، جبکہ حقیقت میں کام کسی ایک ہی فرد نے کیا ہو) ، (2) قلب (بدلنا) کا قصر ، جب مُخاطَب کو عکس (الٹ) کا اِعتِقاد ہو (یعنی مُخاطَب کو یقین ہو کہ یہ کام زید نے کیا ہے ، جبکہ حقیقت میں کام علی نے کیا ہو) اور (3) تعیین کا قصر ، جب مُخاطَب کو واحد غیرِ معیّن کا اِعتِقاد ہو (یعنی مُخاطَب کو اس بات کا یقین ہو کہ یہ کام کسی ایک فرد نے کیا ہے ، مگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے کیا ہے)۔

سوال نمبر 08:- کسی شے کو قصر کرنے کے کون کون سے طریقے ہیں ؟ مع اَمثِلہ بیان کریں۔

جواب:- <u>**قصر کے طریقے :-**</u>

کسی بھی شے کو قصر کرنے کے مختلف طریقے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (1) نفی اور اِستِثناء ۔ جیسے:- "اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۞ " یعنی "یہ نہیں مگر معزز فرشتے" ، (2) اِنَّمَا۔ جیسے:- "اِنَّمَا الْفَاهِمُ عَلِیٌّ " یعنی "محض سمجھنے والا علی ہے" ، (3) لَا ، بَلْ یا لٰكِنْ کے ذریعے عطف۔ جیسے:- "أَنَا نَاثِرٌ لَا نَاظِمٌ " یعنی "میں نثر پڑھنے والا ہوں نظم پڑھنے والا نہیں" اور " لَا أَنَا حَاسِبٌ بَلْ كَاتِبٌ " یعنی "میں حساب کرنے والا نہیں بلکہ لکھنے والا ہوں" اور (4) اسے مقدّم کرنا جس کا حق مؤخّر ہونا ہے۔ جیسے:- "اِيَّاكَ نَعْبُدُ ۞ " یعنی "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" (ابتدا میں مذکور "كَ" ضمیر تاخیر کا حق رکھتی تھی)۔

ألباب السّابع فی الوصل و الفصل :-

سوال نمبر 01:- وصل اور فصل سے کیا مراد ہے؟

جواب:- <u>**وصل اور فصل :-**</u>

وصل ایک جملہ کے دوسرے جملہ پر عطف کو کہتے ہیں اور فصل اس کے ترک کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر 02:- اس علم میں کس حرف کے ساتھ عطف کو بیان کیا گیا ہے اور کیوں؟

جواب:- حرف کے ساتھ عطف کا بیان اس علم میں :-

یہاں پر کلام عطف بالواؤ (واؤ کے ساتھ عطف) کے ساتھ خاص ہے ، کیونکہ اس کے بغیر (دیگر حروف کے ذریعے) عطف کی صورت میں کلام میں شبہ واقع نہیں ہوتا (جبکہ واؤ کے ساتھ ہوتا ہے ، کہ نہ جانے یہ واؤ عاطفہ ہے ، یا مستانفہ ، یا نہ جانے کون سا)۔

سوال نمبر 03:- واؤ کے ساتھ کتنی اور کون کون سی جگہوں پر فصل واجب ہے ؟ مع المثال بیان کریں۔

جواب:- واؤ کے ساتھ فصل کے مُقامات :-

واؤ کے ساتھ دو مُقامات پر فصل واجب ہے ، اور وہ مُقامات درج ذیل ہیں۔

(1)جب دو جملے خبر یا انشاء ہونے میں متّفق ہوں ، اور ان دونوں کے درمیان جامع جہت (یعنی ایک ہی سبب) ہو ، یعنی مناسب نسبت (یعنی ایک ہی شے کا تذکرہ) ہو اور ان دونوں کے درمیان عطف سے کوئی چیز مانع (روکنے والی) نہ ہو۔ جیسے:- " اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ " یعنی "نیکوکار جنت میں ہوں گے اور گنہگار جہنم میں ہوں گے"۔

(2)عطف کو ترک کرنے سے خلافِ مقصود کا وہم پیدا ہوتا ہو۔ ایسے ہی جیسے کوئی آپ سے سوال پوچھے:- " هَلْ بَرِئَ عَلِیٌّ مِنْ الْمَرَضِ " یعنی "کیا بری ہوجائے گا علی مرض سے ؟" ، تو آپ جواب میں کہتے ہیں:- " لَا وَ شَفَاهُ اللّٰهُ " یعنی "نہیں اور اللہ ہی اسے شفا دے گا"۔ پس یہاں واؤ کا ترک بددعا کا وہم دے رہا ہے (کیونکہ اگر آپ بغیر وصل کے کہیں:- " لَا شَفَاهُ اللّٰهُ " ، تو اس کا مطلب ہوگا:- "اللہ اسے شفا نہیں دے گا" اور یہ بد دعا ہے) ، جبکہ آپ کی غرض تو اسے دعا دینا ہے۔